GOVERNMENT OF TAMILNADU

اُردو

برائے ساتویں جماعت

URDU READER
Standard 7

Term - 1,II,III　　میعاد - 1,II,III

Volume - 1　　جلد - 1

A publication under Free Textbook Programme of Government of Tamil Nadu

Department Of School Education

Untouchability is Inhuman and a Crime

Government of Tamil Nadu

حکومتِ ٹمل ناڈو

First Edition - 2019

2019 - بارِاوّل

(Published under New Syllabus in Trimester Pattern)

نئے تعلیمی نظام کے تحت سہ میعادی نمونہ میں شائع کردہ

NOT FOR SALE

Content Creation

مواد کی تیاری

State Council of Educational Research and Training

ریاستی کونسل برائے تعلیمی تحقیق اور تربیت

© SCERT 2019

Printing & Publishing

طباعت اور نشر و اشاعت

Tamil Nadu Textbook and Educational Services Corporation

تمل ناڈو ٹکسٹ بک اینڈ ایجوکیشنل سروسس کارپوریشن

www.textbooksonline.tn.nic.in

پیش لفظ

تعلیم کا مقصد نہ صرف علم کا حصول ہے، بلکہ طلبہ کے مستقبل کے خواب کو سچ کر دکھانے کی پہلی منزل بھی ہے۔نصابی کتابیں نہ صرف طلبہ کی رہ نمائی کرتی ہیں، بلکہ اگلی نسل کے لئے بھی ایک مشعل راہ ثابت ہوئی ہیں۔اس کتاب میں والدین، اساتذہ اور طلبہ کے ذہنی خاکوں کو عملی جامہ پہنایا گیا ہے۔

اسی کے ساتھ درج ذیل مقاصد کی تکمیل کی ایک بہتر کوشش بھی کی گئی ہے۔

اسباق کو رَٹنے کے بجائے تخلیقی راہ بتانا۔

- اردو زبان و ادب، نظم، نثر، قواعد اور ان کی لسانی بنیادوں کو بچوں کے ذہنوں میں پیوست کرنا۔
- سائنسی نقطۂ نظر سے تدریس - اس طریقے سے طلباء میں خود اعتمادی پیدا کرنا
- طلباء کے ذہنوں کی گرہوں کو کھولنا اور ان کے مستقبل کو روشن، کامیاب اور تابناک بنانا۔
- حصولِ علم کے دوران انہیں محدود نگاہ کے نظریہ سے ہٹا کر وسیع النظری کی طرف لے جانا۔
- امتحانوں میں ناکامی کے خوف سے پیدا ہونے والی احساس کمتری کو دور کر کے تعلیم کے عمل کو آسان تر بنانا۔

یہ کتاب کو جدّت پسندی، گہرے فہم اور طالب علموں کی نفسیات کے مطابق تشکیل دی گئی ہے۔

امید قوی ہے کہ یہ مرتب کردہ کتاب آپ کو علم و ادب کی ایک نئی دنیا میں لے جائے گی۔

قومی ترانہ

جن گن من ادھنا یک جئے ہے
بھارت بھاگیہ ودھاتا
پنجاب سندھ گجرات مراٹھا
دراوڑ اتکل ونگا
وندھیہ ہماچل یمنا گنگا
اچ چھل جل دھی ترنگا
توا شبھ نامے جاگے
توا شبھ آشش ماگے
گاہے توا جئے گاتا
جن گن من گل دایک جے ہے
بھارت بھاگیہ ودھاتا
جے ہے جے ہے جے ہے
جے جے جے جے ہے

رابندرناتھ ٹیگور

تمل زبان کی عظمت

(ترجمہ)

حسینۂ زمین، پرجوش سمندر کو اوڑھے ہوئے ہے۔ خطۂ بھارت، اس حسینہ کا دمکتا ہوا چہرہ ہے۔ علاقۂ دکن اس چہرے کی پروقار ہلال نما پیشانی ہے، جس پر دراوڑ کا مہکتا ہوا تلک لگا ہوا ہے۔

اے قابل فخر دوشیزۂ تمل! اے دوشیزۂ تمل!

تو ہی اس تلک کی خوشبو ہے، جس سے سارا جہاں لطف اندوز ہو رہا ہے۔ دنیا کا چپہ چپہ تیری مہکتی خوبیوں سے معطر ہو رہا ہے۔

ہم تیری پرشکوہ، سدابہار جوانی کے جوہر پہ حیراں، بے خودی کے عالم میں تیری عظمت کے گیت گاتے ہیں۔

اے دوشیزۂ تمل زندہ باد! پائندہ باد!

مترجم : سجاد بخاری　　　　　　پے۔ سندرم پلّے منون منیم

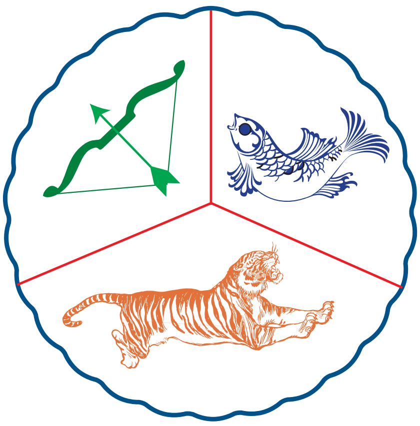

قومی یکجہتی کا اقرار

''اقرار کرتا ہوں کہ میں ملک عزیز کو متحد رکھنے، اس کی سالمیت کو برقرار رکھنے اور اسے مضبوط بنانے کی ہر ممکن کوشش کروں گا''۔

''یہ بھی اقرار کرتا ہوں کہ میں تشدد کا کبھی ساتھ نہیں دوں گا، ہر قسم کی مذہبی، لسانی، علاقائی، سیاسی اور اقتصادی اختلافات کو پُر امن اور دستوری طریقہ سے حل کرنے کی کوشش کروں گا''۔

اقرار نامہ

ہندوستان میرا وطن ہے۔ سارے ہندوستانی میرے بھائی بہن ہیں۔ مجھے اپنے وطن سے محبت ہے۔ اور میں اس کے بھرپور اور گونا گوں ورثے پر نازاں ہوں۔ میں ہمیشہ اس کا اہل بننے میں کوشاں رہوں گا۔ میں اپنے ماں باپ، اساتذہ اور بزرگوں کا احترام کروں گا اور ہر ایک سے اخلاق کے ساتھ پیش آؤں گا۔ میں اپنے وطن اور اس کے باشندوں کے لئے جاں نثاری کا اقرار کرتا ہوں۔ انہیں کی خوش حالی اور فراغت میں میری مسرت پوشیدہ ہے۔

اس کتاب کا طریقہ استعمال

حصہ نظم

حصہ نظم کا مطالعہ کرنے، نظم سے متعلق دلچسپی پیدا کرنے کے لئے دیا گیا ہے۔

سیکھنے کے مقاصد

اس سے طلباء کے اندر سیکھنے کی صلاحیتیں اجاگر ہوں گی

نصابی کتاب

علم کی شمع کو طلباء کے اندر جلانے کے لئے نصابی کتاب کا یہ مواد فراہم کیا گیا ہے۔

کیا تم جانتے ہو؟

درس و تدریس کے عمل میں دلچسپی پیدا کرنے کے لئے ''کیا تم جانتے ہو'' جیسے عنوانات دئے گئے ہیں

سوالات (محاسبہ)

مختلف سطح کے طلباء کو مدنظر رکھ کر تیار کئے گئے ہیں۔

شاعر یا مضمون نگار کا تعارف کیا گیا ہے تا کہ طلباء کے اندر ان سے متعلق معلومات حاصل کرنے کا ذوق بیدار ہو۔

قواعد

اردو زبان کے بنیادی قواعد کو جاننے کے لئے قواعد دئے گئے ہیں۔

حاصل کلام/حاصل مطالعہ

نظم یا نثر میں جو کچھ سیکھا ہے اس کو سمجھ کر اس کا ما حصل لینا۔

ڈھونڈئے اور تلاش کیجئے

درس و تدریس کے دوران انٹرنٹ اور دیگر الکٹرانک آلات کی مدد لینا۔

تلاش کیجئے اور جانئے۔
لسانی سرگرمیاں:

فہرست مضامین

برائے میعاد - 1 (Term -1)

اکائی - 1

حصۂ نظم	حمد	مقبولؔ آمبوری	1
حصۂ نثر	حضرت عثمان غنیؓ	محمد مسلم، آمبوری	5
حصۂ غزل	غزل	صفی اورنگ آبادی	10
سرسری مطالعہ	حاتم کی سخاوت	میر امّن دہلوی	14
قواعد	اسم عام کی قسمیں		18

اکائی - 2

حصۂ نظم	بچوں سے خطاب	علامہ اقبالؔ	20
حصۂ نثر	پلاسٹک کے مضر اثرات	ڈاکٹر پیش امام نذیر احمد	23
حصۂ غزل	غزل	اشفاق الرحمٰن مظہر	29
سرسری مطالعہ	سونے کی کھیتی	سید اشتیاق حسین	32
قواعد	اسم عام کی قسمیں		35

اکائی - 3

حصۂ نظم	تعلیم نسواں	اکبرؔ الہ آبادی	37
حصۂ نثر	آنکھوں کی حفاظت	کے۔ عبدالرحیم، پرنام بٹ	40
حصۂ غزل	غزل	میر مہدی مجروحؔ	45
سرسری مطالعہ	بے وفائی کا انجام	ماخوذ	48
قواعد	ضمیر کی قسمیں		51

زبانی یاد کرنے کی نظم

حمد کے پہلے پانچ اشعار

فہرست مضامین

برائے میعاد - 2 (Term-2)

اکائی - 4

حصۂ نظم	نعت	ماہر القادری	53
حصۂ نثر	سورج گرہن اور چاند گرہن	سید مسعود احمد ترپاتوری	57
حصۂ غزل	غزل	حسن فیاض	63
سرسری مطالعہ	ہوشیار کسان	اے۔ محمد عارف	66
قواعد	بناوٹ کے لحاظ سے اسم کی تین قسمیں		69

اکائی - 5

حصۂ نظم	تخملیات (دکنی نظم)	مخملؔ مدراسی	72
نثر	گھر کی تربیت	ذکاء اللہ دہلوی	75
حصۂ غزل	غزل	الطاف حسین حالیؔ	80
سرسری مطالعہ	آدھا کمبل	ابرار محسن (تلخیص: یس محمد جابر)	83
قواعد	جنس کے لحاظ سے اسم کی قسمیں		88

زبانی یاد کرنے کی نظم

نعت کے پہلے پانچ اشعار

فہرست مضامین

برائے میعاد -3 (Term -3)

اکائی - 6

حصۂ نظم	نوالہ	علی سردار جعفری	90
حصۂ نثر	وطن کے رنگ برنگے پھول	ماخوذ	94
حصۂ غزل	غزل	پی ۔ یس عبدالباری مخلصؔ	99
سرسری مطالعہ	کہیں آہ نہ لگ جائے	سید محمود، پرنام بٹ	102
قواعد	بے جان اسموں کی تذکیر و تانیث		106

اکائی - 7

حصۂ نظم	میں ملک میں لکھ پڑھ کے بہت نام کروں گا	سیمابؔ اکبرآبادی	108
حصۂ نثر	مثبت اور منفی سوچ کے اثرات اور نتائج	حافظ ابرارالحق حسن	112
حصۂ غزل	غزل	داغؔ دہلوی	116
سرسری مطالعہ	فلسفی نوکر (لوک کہانی)	ماخوذ	119
قواعد	واحد جمع		122

اکائی - 8

حصۂ نظم	مرغِ اسیر کی نصیحت	پنڈت دیا شنکر نسیمؔ	124
حصۂ نثر	حادثات کے موقع پر حفاظتی تدابیر	ماخوذ	128
غزلیات	غزل	حنیف ساغرؔ	133
سرسری مطالعہ	ایک سوتیلی ماں ایسی بھی	منشی پریم چند	136
قواعد	مونث کی جمع بنانے کے قاعدے		140

زبانی یاد کرنے کی غزل

غزل عبدالباری مخلص

اکائی 1
حصّہ نظم

حمد

مقبولؔ آمبوری

حمد کی تعریف

حمد ایسی نظم کو کہتے ہیں جس میں شاعر عاجزی وانکساری کے ساتھ خدا کی تعریف وتوصیف بیان کرتا ہے، اس کی رحمتوں اور برکتوں کا تذکرہ کرتا ہے اور پھر آخر میں اسی سے نہایت ادب واحترام، عاجزی اور انکساری کے ساتھ دعا مانگتا ہے۔

شاعر کا تعارف

مقبولؔ آمبوری 1890ء میں بمقامِ آمبور پیدا ہوئے، آپ کو نظم وغزل دونوں اصنافِ سخن پر دسترس حاصل تھی۔ اس کے علاوہ آپ نے قومی و مذہبی نظموں سے بھی اپنے ذوق کی تسکین کی صورت پیدا کی۔ آپ کو شاعر علامہ محویؔ صدیقی کی شاگردی کا شرف حاصل ہے۔ آپ کا انتقال 20 / جنوری 1958ء کو ہوا۔

یارا ہے کہاں مجھ کو تری حمد و ثنا کا
بے شک تو ہی خلّاق ہے کل ارض و سما کا
تو قادر و قیّوم ہے تو واحد و یکتا
مالک ہے حقیقت میں تو ہی روزِ جزا کا
ہے ذات مبرّا تری ہر عیب و خطا سے
معبود ہے برحق تو ہی ہر شاہ و گدا کا
آقا کوئی جب تیرے سوا ہو نہیں سکتا
ہر بندہ طلب گار ہے بس تیری رضا کا
تو ربِّ دو عالم ہے کرم عام ہے تیرا
ممنون ہے ہر ایک ترے فضل و عطا کا
ہے دل میں تمنّا یہی ہر وقت کہ یا رب
بن جاؤں میں پیکر تیری تسلیم و رضا کا
غفار ہے تو لاج ہے اب تیرے ہی ہاتھوں
پیمانہ ہے لبریز اب مرے عیب و خطا کا

اس حمد کے پانچ اشعار کو زبانی یاد کیجیے۔

حاصلِ کلام

شاعر مقبولؔ آمبوری اس '' حمد '' میں اپنی بے بسی کا اظہار کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اے اللہ! تیری حمد وثنا بیان کرنا میرے بس کی بات نہیں، بے شک تو ہی آسمان وزمین کا پیدا کرنے والا، ہر چیز پر قدرت رکھنے والا اور اسے برقرار رکھنے والا ہے، تو اکیلا ہے اور بدلہ کے دن (یومِ قیامت) کا مالک ہے۔

تیری ذات تمام کمزوریوں سے پاک ہے اور تو ہی تمام بادشاہوں اور فقیروں کا معبودِ حقیقی ہے، تجھ جیسا آقا کوئی ہو نہیں سکتا اسی لئے تو ہر بندہ تیری رضا اور خوشی کا طالب ہے۔ دونوں جہاں کا رب تو ہی ہے اسی لئے ہر جگہ تیرا کرم عام ہے اور ہر ایک تیرے فضل و عطا کا احسان مند ہے۔

ہر وقت میرے دل میں یہی تمنا اور خواہش ہوتی ہے کہ میں پورے طور پر تیری تسلیم و رضا کا پیکر بن جاؤں، خدایا! میں اپنے تمام عیب وخطا کے باوجود تجھ ہی سے مغفرت چاہتا ہوں کیونکہ تو ہی گناہوں کا بخشنے والا ہے اور کل کے دن تو ہی میری لاج رکھنے والا ہے۔

کیا تم جانتے ہو؟

ہے ذات مبرّا تری ہر عیب وخطا سے
معبود ہے برحق تو ہی ہر شاہ و گدا کا

شاعر نے اس شعر میں '' **شاہ وگدا** '' کا ذکر کیا ہے۔ یہ الفاظ ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ اسے اردو اصطلاح میں '' **صنعت تضاد** '' کہتے ہیں۔

I الفاظ کے معانی اور اشارے

حمد وثنا	=	تعریف کرنا	خلاق	=	بہت پیدا کرنے والا
ارض	=	زمین	سماء	=	آسمان
قادر	=	قدرت رکھنے والا	یارا	=	قوت، حوصلہ، طاقت
قیوم	=	قائم رہنے والا۔ مستحکم۔ خدا تعالیٰ کا صفاتی نام	لبریز	=	بھرا ہوا
واحد و یکتا	=	تنہا۔ اکیلا	روزِ جزاء	=	بدلہ کا دن یعنی قیامت
مبّرا	=	پاک۔ بے عیب	عیب	=	برائی۔ خرابی
معبود	=	عبادت کے لائق	شاہ وگدا	=	بادشاہ اور فقیر
آقا	=	مالک	سوا	=	بغیر۔ علاوہ
دو عالم	=	دو جہاں۔ دنیا و آخرت	کرم	=	بخشش۔ عنایت
ممنون	=	احسان مند	فضل	=	مہربانی
تمنا	=	خواہش۔ آرزو	غفار	=	بہت زیادہ بخشنے والا

II۔ واحد اور جمع اپنی کاپی میں لکھئے اور یاد کیجئے:

عیب	+	عیوب	پیمانہ	+	پیمانے
خطا	+	خطائیں	تمنا	+	تمنائیں
حقیقت	+	حقیقتیں، حقائق	حق	+	حقوق
بندہ	+	بندے			

III۔ اضداد اپنی کاپی میں لکھ کر یاد کیجئے:

آقا	×	غلام	عام	×	خاص
عیب دار	×	بےعیب	مالک	×	نوکر
حق	×	ناحق	ارض	×	سماء
حقیقت	×	بےحقیقت			

IV۔ مصرعوں کو مکمل کیجئے:

1۔ یارا ہے کہاں مجھ کو ....

.... کل ارض و سما کا

2۔ .... ہو نہیں سکتا

ہر بندہ طلب گار ہے ....

V۔ مناسب ترین الفاظ منتخب کر کے خالی جگہ بھرتی کیجئے:

1۔ یارا ہے کہاں .... تری حمد و ثنا کا

(الف) مجھ کو (ب) تجھ کو (ج) کس کو

2۔ ہے .... مبرّا تری ہر عیب و خطا سے

(الف) بات (ب) مات (ج) ذات

3۔ ہے دل میں تمنا یہی .... کہ یارب

(الف) ہر پل (ب) ہر وقت (ج) ہر منٹ

4۔ .... ہے تو لاج ہے اب تیرے ہی ہاتھوں

(الف) غفار (ب) ستار (ج) جبار

5۔ معبود ہے برحق تو ہی ہر......................کا

(الف) جاہ و جلال (ب) شاہ و گدا (ج) شان و شوکت

VI جوڑ لگایئے:

الف		ب
تو قادر و قیوم ہے	-	بس تیری رضا کا
معبود ہے برحق تو ہی	-	مرے عیب و خطا کا
ہر بندہ طلب گار ہے	-	تو واحد و یکتا
تو ربِّ دو عالم ہے	-	ہر شاہ و گدا کا
پیمانہ ہے لبریز اب	-	کرم عام ہے تیرا

VII درجِ ذیل سوالوں کے مختصر جوابات لکھیے:

(1) حمد کی تعریف کیجیے؟

(2) اللہ تعالیٰ کس چیز کا خالق ہے؟

(3) شاہ و گدا کے معنی لکھیے؟

(4) اللہ تعالیٰ کی رضا کا کون طلب گار ہے؟

(5) شاعر اپنے دل میں کس بات کی تمنا رکھتا ہے؟

(6) کس چیز کا پیمانہ لبریز ہے؟

VIII تفصیلی جواب لکھیے:

(1) شاعر نے اس نظم میں اللہ تعالیٰ کی تعریف و توصیف اور اس کی ذات وصفات کا کس طرح تذکرہ کیا ہے؟

(2) ”حمد“ اس نظم کا خلاصہ اپنے الفاظ میں لکھیے۔

عملی سرگرمی:

(1) آپ کی پسند کی کوئی ایک ”حمد“ تلاش کرکے اپنی کاپی میں لکھیے۔

(2) ”حمد“ کے مشہور شعراء کی ایک فہرست استاد کی مدد سے تیار کیجیے۔

بکھرے موتی

- غیبت نیک اعمال کو کھا جاتی ہے۔
- توبہ گناہوں کو کھا جاتی ہے۔
- نیکی بدی کو کھا جاتی ہے۔
- صبر بلاؤں کو کھا جاتا ہے۔
- غصہ عقل کو کھا جاتا ہے۔
- جھوٹ رزق کو کھا جاتا ہے۔
- عدل ظلم کو کھا جاتا ہے۔
- تکبر علم کو کھا جاتا ہے۔

اکائی 1

حصّۂ نثر

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ

محمد مسلم، آمبوری

سیکھنے کے مقاصد

- صحابہ کرامؓ کی زندگی کے حالات سے واقفیت پیدا کرانا۔
- حضرت عثمان غنیؓ کے اخلاق و عادات کو اپنانے کی کوشش کرنا۔
- باہمی امداد کے جذبے کو ابھارنا۔
- طبیعت میں انکساری کی صفت پیدا کرنا۔

تیسرے خلیفہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے والد کا نام عفان ہے۔ آپ کا تعلق قریش کے شریف اور اعلیٰ خاندن سے ہے۔ آپ حضور اکرم ﷺ کے قریبی رشتہ داروں میں سے ہیں۔

آپؓ بچپن ہی سے نہایت نیک، سچے اور پاکباز آدمی تھے۔ شرم وحیا کے پیکر تھے۔ عفت و پاک دامنی آپ کی صفت تھی، بے حیائی کی باتوں سے بہت دور رہتے اور ہمیشہ نیک لوگوں کی صحبت میں رہنا پسند کرتے تھے۔ حضرت ابوبکرؓ سے بہت زیادہ دوستی اور محبت تھی۔ انہی کی دعوت پر آپؓ نے اسلام قبول کیا۔ آپؓ سابقین اولین میں سے ہیں اور آپ کا شمار عشرۂ مبشرہ میں ہوتا ہے۔

حضرت عثمانؓ کے اسلام قبول کرنے پر حضور اکرم ﷺ بہت خوش ہوئے لیکن آپؓ کے چچا حکم بن ابوالعاص نے آپؓ کو ایک رسی سے باندھ دیا اور کہا۔ جب تک تم اپنے باپ دادا کے مذہب پر واپس نہ آؤ گے ہم تمہیں تکلیف دیتے رہیں گے لیکن آپ اسی پر مضبوطی سے جمے رہے اور کہا ''خدا کی قسم میں نہ دینِ اسلام چھوڑوں گا اور نہ ہی اس سے الگ رہوں گا''۔ یہ سنتے ہی آپؓ کے چچا نے آپ کو رہا کر دیا۔

مکہ والوں کی زیادتیاں جب زیادہ ہونے لگیں تو آپؓ نے حبشہ کی طرف ہجرت فرمائی۔ چند دنوں کے بعد مدینہ منورہ کی ہجرت کا حکم ملا تو وہاں ہجرت کر گئے۔ اللہ کے نبی ﷺ نے آپ کے اخلاق سے متاثر ہو کر اپنی بیٹی حضرت رقیہؓ کو آپ کے نکاح میں دے دیا۔ مدینہ منورہ آ کر چند ہی دنوں میں حضرت رقیہؓ وفات پا گئیں۔ آپؓ کو اپنی بیوی کی جدائی اور حضور ﷺ کی رشتہ داری سے دوری پر بہت دکھ ہوا تو پیارے نبی ﷺ نے اپنی دوسری بیٹی حضرت امّ کلثومؓ کے ساتھ آپؓ کی شادی کر دی۔ اسی لئے آپؓ کو ''ذوالنوّرین'' کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔

حضرت عثمانؓ کے والد ایک کامیاب تاجر تھے۔ باپ کے انتقال کے بعد آپؓ نے اپنی فراست و ہوشیاری سے تجارت کو خوب ترقی دی اور اس کا دائرہ کئی ملکوں تک پھیلا دیا۔ جس طرح اللہ تعالیٰ نے آپ کے مال میں برکت اور زیادتی دی تھی اسی طرح راہِ خدا میں خرچ

کرنے کا بے پناہ جذبہ بھی آپ کو عطا فرمایا تھا اسی لئے آپؓ کو پیارے رسول ﷺ نے ''غنی'' کا خطاب عطا فرمایا۔

حضرت عثمانؓ بہت ہی متواضع اور نرم دل انسان تھے۔ مسجدوں کی تعمیر اور مرمت واصلاح کے لئے اپنا پیسہ خرچ کرنا آپ کا پسندیدہ مشغلہ تھا۔ یہی نہیں بلکہ خدمتِ خلق کا جذبہ بھی آپ کے اندر کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ مدینہ منورہ میں عام لوگوں کے لئے پانی کی تنگی کے باعث ایک یہودی سے ہزاروں درہم میں کنواں خرید کر وقف کر دیا۔ اسی طرح آپؓ نے امہات المؤمنین کے لئے علاحدہ علاحدہ مکانات کی تعمیر بھی فرمائی۔

حضرت عثمانؓ کے دل میں دوسروں کی مدد کا جذبہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ وہ غریبوں، بیواؤں اور بے کسوں کی مدد کر کے خوش ہوتے تھے۔ آپ کا معمول یہ تھا کہ ہر جمعہ ایک غلام خرید کر آزاد کرتے، ایک اندازہ کے مطابق 2400 غلام آپ نے آزاد کئے ہیں۔ اسی طرح ہر جمعہ ایک اونٹ ذبح کر کے اس کا گوشت غریبوں میں تقسیم فرماتے تھے۔

حضرت عمرؓ کی شہادت کے بعد حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے تمام صحابہ سے مشورہ کر کے حضرت عثمان بن عفانؓ کو خلیفہ منتخب کیا۔ سب نے آپؓ کے ہاتھ پر بیعت کی۔

حضرت عثمانؓ کا سب سے بڑا کارنامہ قرآن مجید کا جمع کرنا ہے۔ ویسے تو قرآن حضرت ابوبکر صدیقؓ کے زمانے ہی میں کتابی شکل میں مرتب کیا جا چکا تھا لیکن اس نسخے کی اشاعت نہیں کی گئی تھی۔ خلفائے راشدین کے زمانے میں فتوحات کا سلسلہ شروع ہوا اور نئے نئے لوگ اسلام میں داخل ہوئے تو قرآن مجید کی تلاوت کے لہجوں میں اختلاف ہوا، اگرچہ کہ سب قراتیں صحیح تھیں لیکن اس بات کا قوی اندیشہ تھا کہ یہ اختلاف کہیں امت میں انتشار کا سبب نہ بن جائے اس لئے حضرت عثمانؓ نے قرآن پاک کے اصل نسخہ سے نقل اتار کر تمام ممالک میں بھیج دیا اس طرح آپؓ نے ساری امت کو ایک قرأت پر جمع کر دیا۔ اسی وجہ سے آپ کو ''جامع القرآن'' کہا جاتا ہے۔

اس کے علاوہ حضرت عثمانؓ نے اپنی خلافت کے دور میں بہت سے نمایاں کارنامے انجام دئے ہیں جن میں بیت المال کو منظّم کرنا، حجاز میں نہروں کا جال بچھانا اور مدینہ منورہ کو سیلاب سے بچانے کے لئے ڈیم کی تعمیر کرنا ہے۔ اس کے علاوہ آپؓ کے زمانے میں اسلامی مملکت کی بڑے پیمانے پر توسیع ہوئی اور برّ اعظم افریقہ تک آپ کے مبارک دور میں اسلام کی دعوت پہنچی۔

آپؓ تقریباً بارہ سال تک خلافت کے فرائض انجام دیتے رہے۔ اس مدت میں نئی سڑکیں، پل اور مسافر خانے بنوائے۔ مسجد نبویؐ کی آپؓ نے دوبارہ تعمیر کی۔ عوام کے لئے کنویں کھدوائے۔ سرکاری عمارتوں اور دفاتر کا قیام عمل میں آیا اور نئے سکّوں کا اجراء فرمایا۔

حضرت عثمانؓ کی سخاوت اور انکساری کو دیکھ کر حضور ﷺ دعا فرماتے تھے۔ ''اے اللہ! میں عثمانؓ سے راضی ہوں۔ تو بھی ان سے راضی ہو جا۔'' ایک دفعہ مدینہ منورہ میں قحط پڑ گیا۔ بارش نہ ہونے کے سبب غلہ اور اناج کی پیداوار بہت ہی کم ہو گئی۔ پورے شہر میں غربت پھیل گئی۔ حضرت عثمانؓ کا ایک تجارتی مال سو اونٹوں پر لدا ہوا ملکِ شام سے مدینہ منورہ پہنچا تو لوگوں میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ اتنے میں مدینہ منورہ کے تاجر لوگ دوڑتے دوڑتے آئے، اس ارادہ سے کہ آپؓ سے مال خرید کر خوب نفع کمائیں گے۔ حضرت عثمانؓ نے ان سے پوچھا تم لوگ اسے کتنی قیمت میں خریدو گے؟ تاجروں نے کہا ہم آپ کو دُگنا نفع دیں گے۔ آپؓ نے ان کو جواب دیا کہ اتنا نفع تو مجھے پہلے ہی سے مل رہا ہے۔ تاجروں نے پھر نفع بڑھا دیا۔ آپؓ نے فرمایا کہ اتنا نفع تو مجھے پہلے ہی سے مل رہا ہے۔ یہ سن کر وہ

حیران ہوئے اورانہوں نے پوچھا۔ مدینہ منورہ میں کون سا ایسا تاجر ہے جو ہم سے بھی زیادہ قیمت بڑھا کر آپ سے مال خریدے گا تو آپؓ نے جواب میں فرمایا۔ مجھے پروردگار نے ایک کے بدلے دس دینے کا وعدہ کیا ہے پھر آپؓ نے حکم دیا کہ یہ پورا مال مدینہ کے غرباء اور مساکین پر تقسیم کر دیا جائے۔

حضرت عثمان غنیؓ کے اقوال مختصر اور پُر حکمت ہوا کرتے تھے۔ آپ فرماتے تھے کہ اللہ کے ساتھ تجارت کرو تو بہت نفع ہوگا۔ نیز فرماتے تھے کہ دنیا کی فکر کرنے سے تاریکی پیدا ہوتی ہے اور آخرت کی فکر کرنے سے روشنی پیدا ہوتی ہے۔ آپؓ کا یہ بھی قول ہے کہ سب سے زیادہ بربادی یہ ہے کہ کسی کو بڑی عمر ملے اور وہ سفرِ آخرت کی کچھ تیاری نہ کرے۔

حضرت عثمانؓ کی خلافت کے ابتدائی چھ سالوں میں ملک میں امن وامان رہا۔ اس کے بعد کے چھ سالوں میں بغاوتیں اور سازشیں شروع ہوگئیں۔ آپؓ کے مکان کا چالیس دن تک محاصرہ کیا گیا۔ آپ پر پانی بند کیا گیا، دشمنوں سے آپ کی حفاظت کے لئے حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ وغیرہ بہت سے صحابہ نے پہرہ داری کا فریضہ انجام دیا، مگر دشمن مکان کے پشت کی دیوار کو پھاند کر اندر داخل ہوئے۔ آپؓ اس وقت قرآن مجید کی تلاوت فرما رہے تھے۔ باغیوں نے آپ پر تلوار سے حملہ کرکے آپؓ کو شہید کر دیا۔ اللہ تعالیٰ آپ سے راضی ہو، آپ کی نیکیوں کو قبول فرمائے اور اس کا بہترین اجرعطا فرمائے۔

کیا تم جانتے ہو؟

- حضرت عثمانؓ کو جامع القرآن کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔
- عشرہ مبشرہ ان دس خوش نصیب صحابہ کو کہا جاتا ہے جن کا نام لے کر رسول اللہؐ نے جنت کی خوش خبری سنائی تھی۔

I الفاظ کے معانی اوراشارے:

عفت	=	پاک دامنی	صحبت	=	ساتھ
تاجر	=	بیوپاری	فراست	=	چالاکی۔ ذہانت
غنی	=	مال دار	تواضع	=	خاکساری
مشغلہ	=	کام	مملکت	=	حکومت
پیمانہ	=	سطح	توسیع	=	پھیلانا۔ وسعت دینا
غربت	=	غریبی	بغاوت	=	سرکشی
اقوال	=	باتیں	تاریکی	=	اندھیرا
محاصرہ	=	گھیراؤ	پہرہ داری	=	حفاظت کا کام
پشت	=	پیچھے	امہات المؤمنین	=	سارے مسلمانوں کی مائیں۔ مراد حضور اکرمؐ کی بیویاں

II واحد اور جمع اپنی کاپی میں لکھیے اور یاد کیجیے:

تکلیف	+	تکلیفیں	لقب	+	القاب
مکان	+	مکانات	عمل	+	اعمال

ہدایت	+	ہدایات	فتح	+	فتوحات
ملک	+	ممالک	بغاوت	+	بغاوتیں
دفتر	+	دفاتر			

III اضداد اپنی کاپی میں لکھ کر یاد کیجیے:

اعلیٰ	×	ادنیٰ	شریف	×	رذیل
تکلیف	×	آرام	نرم دل	×	سخت دل
تنگی	×	خوش حالی،فراخی	عدل	×	ظلم
امن	×	بدامنی			

IV خالی جگہ بھرتی کیجیے

(1) حضرت عثمانؓ کا تعلق قریش کے شریف اور.........................خاندان سے تھا۔

(2) .... نے حضرت عثمانؓ کو ایک رسی سے باندھ دیا۔

(3) .... کے والد ایک کامیاب تاجر تھے۔

(4) حضرت عثمانؓ کا سب سے بڑا کارنامہ .... تھا

(5) .... تک حضرت عثمانؓ کے دور میں اسلام کی دعوت عام ہوگئی

V جوڑ لگایئے:

الف		ب
مکہ والوں کی تکلیفیں زیادہ ہونے لگیں	–	اور نرم دل انسان تھے
حضرت عثمانؓ کے اسلام قبول کرنے پر	–	حضور کریم ﷺ نے دعا مانگی۔اے اللہ! تو عثمان سے راضی ہو جا۔
حضرت عثمان نہایت ہی متواضع	–	ملک میں خوب امن وامان رہا
حضرت عثمانؓ کی تواضع اور انکساری کو دیکھ کر	–	آپؓ کے چچا حکم بن ابوالعاص نے آپؓ کو ایک رسی سے باندھ دیا
حضرت عثمانؓ کی خلافت کے ابتدائی چھ سالوں میں	–	تو آپ نے حبشہ کی طرف ہجرت فرمائی

VI درج ذیل سوالوں کے ایک یا دو جملوں میں جواب لکھیے:

(1) حضرت عثمانؓ کون تھے اور ان کا تعلق کس خاندان سے تھا؟

(2) حضرت عثمانؓ بچپن سے کس قسم کے اخلاق کے مالک تھے؟

(3) حضرت عثمانؓ کے اسلام قبول کرنے پر ان کے چچا نے کیا سلوک کیا؟

(4) حضرت عثمانؓ کو ذوالنورین کے لقب سے کیوں یاد کیا جاتا ہے؟

(5) حضرت عثمانؓ کے خدمت خلق کے کوئی دو کام بتایئے؟

(6) حضرت عثمانؓ ہر جمعہ کون سے دو اہم کام انجام دیتے تھے؟

(7) جامع القرآن کس کو اور کیوں کہا جاتا ہے؟

(8) حضرت عثمانؓ کی مدت خلافت کتنی تھی؟

VII تفصیلی جوابات لکھئے:

(1) حضرت عثمانؓ کی ابتدائی زندگی کے حالات لکھئے؟

(2) حضرت عثمانؓ اور خدمتِ خلق پر ایک مختصر نوٹ لکھئے؟

(3) حضرت عثمانؓ کی سخاوت کا کوئی واقعہ قلمبند کیجئے؟

لسانی صلاحیتیں

اس مضمون کو غور سے پڑھئے اور ذیل کے سوالوں کے جواب دیجئے۔

کتابیں ہماری ساتھی ہیں۔ تنہائی میں ہم ان سے باتیں کرتے ہیں۔ ہماری باتیں تو وہ نہیں سنتیں، لیکن ہم ان کی ایک ایک بات کو غور سے سنتے ہیں۔ اگر ہم بری کتابوں کے مطالعہ میں وقت صرف کرتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ ہم اتنی دیر برے ساتھی کی صحبت میں وقت گذارتے ہیں۔ اب اس برے ساتھی پر تو ہم اپنی اچھائیوں کا کوئی اثر نہیں ڈال نہیں سکتے، اس لئے کہ کتابیں ہماری سنتی ہی کب ہیں۔ البتہ ان کی باتوں کا ہمارے اوپر گہرا اثر پڑے گا اور بری صحبت کا انسان کے اوپر کتنا برا اثر پڑتا ہے، یہ تم خوب جانتے ہو۔ کیا کوئی شریف آدمی کبھی بری صحبت کو پسند کرے گا؟ اسی طرح اچھی کتابیں بہترین ہم نشیں ہوتی ہیں۔ جتنی دیر ہم ان کا مطالعہ کرتے ہیں، ان کی اچھی اچھی باتوں کا ہم پر اثر ہوتا ہے۔ ہر شخص یہی چاہتا ہے کہ ہمیں اچھے ہم نشیں ملیں، تا کہ ہم بھی ان کی طرح اچھے ہو جائیں۔

مناسب جوابوں کا انتخاب کیجئے:

1۔ کتابیں ہماری .... ہیں۔	i) دشمن	ii) دوست	iii) ساتھی
2۔ تنہائی میں ہم ان سے .... ہیں۔	i) باتیں کرتے	ii) کھیلتے	iii) مذاق کرتے
3۔ ہم اتنی دیر برے ساتھی کی صحبت میں .... ہیں۔	i) باتیں کرتے	ii) وقت گذارتے	iii) مذاق کرتے
4۔ بری صحبت کا انسان کے اوپر .... اثر پڑتا ہے۔	i) اچھا	ii) برا	iii) کچھ بھی
5۔ ہر شخص چاہتا ہے کہ ہمیں اچھے............... ملیں۔	i) دشمن	ii) دوست	iii) ہم نشیں

اکائی 1

حصّۂ غــزل

غزل

صفؔی اورنگ آبادی

غزل کی تعریف

غزل اردو شاعری کی ایک مشہور و مقبول صنف ہے۔ اس کے لغوی معنی عورتوں سے بات چیت کرنے کے ہیں۔ عام طور پر غزل میں عشقیہ مضامین باندھے جاتے ہیں لیکن اب اس صنف میں ہر قسم کے مضامین کے باندھنے کا رواج عام ہو چکا ہے۔ اس کا پہلا شعر مطلع اور آخری شعر مقطع کہلاتا ہے۔ اس کے سب سے اچھے شعر کو ''بیت الغزل'' یا ''شاہِ بیت'' کہتے ہیں۔

شاعر کا تعارف

صفؔی اورنگ آبادی کا پورا نام بہبود علی صفؔی ہے آپ کی پیدائش جونا بازار، اورنگ آباد میں 1310ھ کو ہوئی۔ آپ مدرسہ نظامیہ کے فیض یافتہ تھے۔ مزاج بڑا قلندرانہ تھا، کئی دفتروں میں ملازم رہے لیکن کہیں مستقل نہیں رہے۔ کیفؔی کے شاگرد تھے جن کو داغؔ سے تلمذ حاصل تھا۔ غالباً زبان کا مذاق داغؔ سے ورثہ میں ملا تھا۔ لیکن ان کا کمال یہ ہے کہ انہوں نے بڑی خوب صورتی سے چابک دستی کے ساتھ ٹکسالی زبان میں دکن کے روزمرہ محاوروں کا استعمال کر کے شاعری کو باغ و بہار بنا دیا۔ ان کے انتقال کے غالباً دس سال بعد ان کے ایک شاگرد خواجہ شوقؔ نے آپ کا ایک مختصر دیوان ''پراگندہ'' کے نام سے شائع کیا۔ بس یہی استاد صفؔی کی یادگار رہے۔ آپ کا انتقال 1373ھ میں ہوا۔

سیکھنے کے مقاصد

- ظاہر سے زیادہ باطن پر توجہ دینا
- عاجزی وانکساری کی صفت اپنانا
- ''مسکراہٹ بڑا اثر رکھتی ہے'' اسے واضح کرنا۔

جب کبھی تیری دید ہوتی ہے — ہم غریبوں کی عید ہوتی ہے
جھک کے ملنا بڑی کرامت ہے — اس سے دنیا مرید ہوتی ہے
اچھے گُن دیکھ، اچھی شکل نہ دیکھ — سنکھیا بھی سفید ہوتی ہے
آپ کے ایک مسکرانے پر — ہم کو کیا کیا امید ہوتی ہے
آپ اپنی کہیں نہ میری سنیں — یوں ہی گفت و شنید ہوتی ہے

اس کے وعدے پہ جی رہا ہے صفی
ہائے کیا شئے امید ہوتی ہے

حاصلِ کلام

شاعر صفی کہتے ہیں کہ میری ملاقات جب بھی میرے محبوب سے ہوتی ہے تو مجھے ایسی مسرت و شادمانی نصیب ہوتی ہے جیسے کہ عید اور اس کی خوشیاں آ گئی ہوں۔ ان کا عاجزی و انکساری سے ملنا ان کے عمدہ اخلاق اور فرماں برداری ہی کو ظاہر نہیں کرتا بلکہ یہ بھی پتہ دیتا ہے کہ دنیا ان کی مرید ہو چکی ہے۔ اسی لئے انسان کو چاہیئے کہ وہ حسنِ سیرت اور اچھے اخلاق پر نظر رکھے، نہ کہ خوب صورتی پر کیونکہ زہر کا رنگ بھی سفید ہی ہوتا ہے۔

شاعر اپنے محبوب سے خطاب کرتے ہوئے کہتا ہے کہ آپ کی ایک مسکراہٹ ہمارے دل و دماغ پر چھا کر بہت ساری امیدیں جگا دیتی ہے، آپ کی بات چیت میں اتنی مٹھاس ہے کہ مجھے اس سے غرض نہیں کہ آپ کیا کہہ رہے ہیں یا کیا سن رہے ہیں بلکہ میرا دل یہ چاہتا ہے کہ آپ سے یوں ہی بات چیت ہوتی رہے یا آپ یوں ہی سنتے رہیں۔

آخر میں شاعر کہتے ہیں امید نام کی کسی چیز کو میں نہیں جانتا بس محبوب کے وعدوں پر تکیہ کئے جی رہا ہوں۔

I الفاظ کے معانی اور اشارے

دید	=	دیدار، نگاہ	امید	=	آرزو
کرامت	=	کرشمہ،	مرید	=	معتقد، مطیع، فرماں بردار
گُن	=	صفت، عادت	سنکھیا	=	ایک قسم کا زہر
مسکراہٹ	=	تبسم	گفت و شنید	=	بولنا اور سننا۔ بات چیت
وعدہ	=	اقرار، عہد و پیمان			

II واحد جمع لکھئے اور یاد کیجئے

غریب	+	غرباء	عید	+	عیدیں
کرامت	+	کرامات،کرامتیں	مرید	+	مریدین
شکل	+	شکلیں	امید	+	امیدیں
وعدہ	+	وعدے	شئے	+	اشیاء

III اضداد لکھئے اور یاد کیجئے

تیری	×	میری	غریب	×	امیر
دنیا	×	آخرت	سفید	×	سیاہ
امید	×	نا امیدی	مرید	×	پیر

IV مناسب ترین جواب منتخب کر کے لکھئے:

(1) جب کبھی .... دید ہوتی ہے۔

(الف) میری (ب) تیری (ج) پیاری

(2) .... کے ملنا بڑی کرامت ہے۔

(الف) جھک (ب) بیٹھ (ج) اکڑ

(3) اس سے .... مرید ہوتی ہے۔

(الف) عورت (ب) جماعت (ج) دنیا

(4) سنکھیا بھی .... ہوتی ہے۔

(الف) کالی (ب) سفید (ج) سرخ

(5) ہم کو کیا کیا .... ہوتی ہے۔

(الف) ثرید (ب) دید (ج) امید

V مصرعوں کو مکمل کیجئے

1۔ .... اچھی شکل نہ دیکھ

2۔ آپ اپنی کہیں ....

3۔ یونہی .... ہوتی ہے

4۔ اس کے وعدے پہ ....

5۔ .... امید ہوتی ہے

VI جوڑ لگایئے:

ہم غریبوں کی	-	مرید ہوتی ہے
اس سے دنیا	-	مسکرانے پر
جھک کے ملنا	-	عید ہوتی ہے
آپ کے ایک	-	سفید ہوتی ہے
سنکھیا بھی	-	بڑی کرامت ہے

VI مختصر جوابات لکھیے:

(1) شاعر نے کس بات کو اپنی عید کہا ہے؟

(2) جھک کر ملنے کو کرامت کیوں کہا جاتا ہے؟

(3) " سنکھیا سفید ہوتی ہے " شاعر کی اس سے کیا مراد ہے؟

(4) مسکرانے سے کیا ہوتا ہے؟

(5) دنیا کس وصف پر مرید ہوتی ہے؟

نبی کریم ﷺ کی چند اہم نصیحتیں

حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ایک دن میں رسول اللہ ﷺ کے پیچھے سواری پر بیٹھا ہوا تھا کہ آپؐ نے فرمایا۔ اے لڑکے!

1) تو اللہ کے حق کی حفاظت کر، اللہ تیری حفاظت فرمائیں گے۔
تو اللہ کے حقوق کی حفاظت کر، تو ہر وقت اللہ کو اپنے سامنے پائے گا۔

2) جب تو مانگے تو اللہ ہی سے مانگ۔

3) جب مدد طلب کرے تو اللہ ہی سے مدد طلب کر۔

4) اور اس بات کو اچھی طرح جان لے کہ تمام لوگ اکٹھا ہو کر تجھے نفع پہنچانا چاہیں تو اس کے علاوہ کوئی نفع نہیں پہنچا سکتے، جو اللہ تعالیٰ نے تیرے لئے مقدر کر دیا ہے۔

5) اور تمام لوگ جمع ہو کر تجھے کوئی نقصان پہنچانا چاہیں تو اس کے سوا کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے، جو اللہ تعالیٰ نے لکھ دیا ہے۔

اکائی 1

سرسری مطالعہ

حاتم کی سخاوت (خلاصہ)

میرامّن دہلوی

عرب میں نوفل نام کا ایک بادشاہ حاتم سے شہر میں اس کی سخاوت کے مشہور ہونے پر سخت دشمنی کیا کرتا تھا۔ ایک بار وہ بہت سارا لشکر لے کر حاتم سے لڑنے کے لئے نکل پڑ۔ حاتم اللہ سے ڈرنے والا اور نیک مرد تھا۔ اس نے یہ سمجھا کہ اگر میں بھی جنگ کی تیاری کروں تو خدا کے بندے اس لڑائی میں ناحق مارے جائیں گے اور بڑی خون ریزی ہوگی۔ اس کا عذاب میرے نام لکھا جائے گا۔ یہ بات سوچ کر اپنا سب کچھ چھوڑ کر وہ ایک غار میں چھپ گیا۔ جب حاتم کے غائب ہونے کی خبر نوفل کو ملی تو اس نے حاتم کی دولت ہڑپ کر لی اور اس کے سارے مال و اسباب کو ضبط کر لیا اور یہ اعلان کر دیا کہ '' جو کوئی اسے ڈھونڈ کر پکڑ لائے گا اسے پانچ سو اشرفیاں انعام میں دئے جائیں گے ۔ یہ سننا ہی تھا کہ سب انعام حاصل کرنے کی خاطر اس کی لالچ میں پڑ گئے اور حاتم کو تلاش کرنا شروع کر دیا۔

ایک روز ایک بوڑھا، اور اس کی بڑھیا، دو تین چھوٹے چھوٹے بچے لکڑیاں توڑنے کے لئے اس غار کے پاس پہنچے جہاں حاتم پوشیدہ تھا اور لکڑیاں اس جنگل سے چننے لگے'' ۔

بڑھیا بولی کہ آج کل ہماری حالت ٹھیک نہیں ہے۔ اگر حاتم کہیں سے مل جائے اور اسے پکڑ کر نوفل کے پاس لے جائیں تو ہمیں پانچ سو اشرفیاں مل سکتی ہیں۔ اس کے بعد یہ دکھ درد کے دھندے چھوڑ کر ہم آرام سے زندگی بسر کر سکتے ہیں۔

بوڑھے نے کہا کیا بک رہی ہے۔ ہماری قسمت میں بس یہی ہے کہ ہم لکڑیاں توڑیں اور سر پر دھر کر بازار میں بیچیں، تب روٹی میسر ہوگی۔ یا کسی دن ہمیں باگھ پکڑ کر کھا لے۔ اپنا کام کر اور بے کار قسم کی بات مت کر۔ عورت نے ٹھنڈی سانس لی ور چپ ہو گئی۔

اسی جگہ کہیں حاتم چھپا ہوا تھا، اس نے ان دونوں کی باتیں سنیں۔ اس کے دل نے کہا'' مروت یہ نہیں ہے کہ جان کے ہلاک ہونے کی خاطر کہیں چھپ کر بیٹھا جائے اور ان دونوں بے چاروں کو مطلب تک نہ پہنچائے۔

سچ ہے اگر آدمی میں رحم نہیں تو وہ انسان کہلانے کے قابل نہیں اور جس کے جی میں درد نہیں وہ قصائی سے کم نہیں ۔

دردِ دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو
ورنہ طاعت کے لئے کچھ کم نہ تھے کرّ وبیاں

غرض حاتم کی جواں مردی نے یہ قبول نہیں کیا کہ وہ اپنے کانوں سے یہ سب سن کر خاموش چھپا رہے۔ وہ فوراً باہر نکل آیا اور اس بوڑھے سے کہا کہ '' اے پیارے! حاتم میں ہی ہوں۔ مجھے نوفل بادشاہ کے پاس لے چل، وہ مجھے جیسے ہی دیکھے گا اپنا وعدہ پورا کرے

گا اور جو کچھ اس نے دینے کا اقرار کیا ہے وہ تمہیں دے دے گا۔

بوڑھے نے کہا ’’ سچ ہے کہ اس صورت میں وہ مجھے انعام تو ضرور دے گا لیکن پتہ نہیں کہ وہ تیرے ساتھ کیا سلوک کرے گا؟ اگر وہ تجھے مار ڈالے تو میں کیا کروں؟ یہ مجھ سے ہر گز نہیں ہوگا کہ تجھ جیسے انسان کو حرص و طمع کی خاطر دشمن کے حوالے کر دوں۔ اس کا دیا ہوا مال میں کتنے دن کھاؤں گا اور کب تک جیوں گا؟۔ ایک نہ ایک دن تو مرنا ہی ہے، پھر اللہ کو کیا منہ دکھاؤں گا؟

حاتم نے بہت منت وسماجت کی اور کہا کہ ’’ مجھے لے چل، میں اپنی خوشی سے یہ بات کہتا ہوں اور ہمیشہ میں اسی آرزو میں رہتا ہوں کہ میرا جان و مال کسی کے کام آجائے تو بہتر ہے۔ لیکن وہ بوڑھا کس طرح راضی نہ ہوا کہ حاتم کو نوفل کے پاس لے جا کر انعام حاصل کر لے۔

آخر لاچار ہو کر حاتم نے کہا ’’ اگر تو مجھے یوں نہیں لے جاتا تو میں آپ سے سے آپ بادشاہ کے پاس جا کر کہوں گا کہ اس بوڑھے نے مجھے جنگل میں ایک پہاڑ کے غار میں چھپا رکھا تھا۔ وہ بوڑھا ہنسا اور بولا۔ ’’ بھلائی کے بدلے برائی ملے تو کوئی بات نہیں میں اس کو اپنا نصیب جان کر سہہ لوں گا ‘‘۔

ان دونوں کی بات چیت آپس میں چل ہی رہی تھی کہ کئی آدمی وہاں جمع ہو گئے، بھیڑ لگ گئی۔ پتہ چلا کہ حاتم تو یہیں ہے۔ فوراً پکڑ لیا گیا اور بادشاہ کے پاس لے جانے کی تیاری ہونے لگی۔

اِدھر بوڑھا افسوس کرتا رہا اور وہ بھی پیچھے پیچھے ساتھ چل پڑا۔ جب نوفل کے روبرو حاتم کو لے جایا گیا تو اس نے پوچھا کہ ’’اس کو کون پکڑ لایا ہے؟‘‘ ایک سخت دل نے کہا کہ ’’ ایسا کام ہمارے سوا کون کر سکتا ہے؟۔ یہ کامیابی ہمارے نام ہے، ہم نے عرش پر جھنڈا گاڑا ہے۔

ایک اور شخص نے کہا کہ میں کئی دن سے دوڑ دھوپ کرتا رہا آخر کار جنگل سے اسے میں پکڑ لایا ہوں۔ میری محنت کی قدر کرتے ہوئے مجھے انعام سے مالا مال کیجئے۔ اس طرح ہر کوئی اشرفیوں کی لالچ میں اسے لانے کا دعوٰی کرتا تھا اور کہتا تھا کہ یہ کام مجھ سے سرزد ہوا ہے۔ لیکن وہ بوڑھا چپکے ایک کونے میں دبا بیٹھا رہا۔ سب کی شیخیاں سن رہا تھا، اور حاتم کی خاطر کھڑا کھڑا روتا رہا۔

جب ہر ایک نے اپنی اپنی بہادری اور مردانگی کا ذکر کر کے بات ختم کی اور انعام کی تمنا اور خواہش کی، تب حاتم نے بادشاہ سے کہا۔

’’ سچی بات یہ ہے کہ وہ بوڑھا جو سب سے الگ، تنہا، ایک جگہ کھڑا ہوا ہے اسی نے مجھ کو یہاں لایا ہے۔ اگر تمہارے دربار میں قیافہ شناس ہوں تو انہیں بلا بھیجو تا کہ وہ پہچان سکیں کہ مجھے کس نے یہاں لایا ہے، اور اپنا وعدہ پورا کرو، اسے انعام سے نوازو کیونکہ انسان کی زبان سے جو بات نکلتی ہے وہ حرفِ اخیر ہوتی ہے۔ مرد کو چاہئے کہ جو کہے سو کرے، نہیں تو یہ زبان اللہ نے حیوان کو بھی دی ہے۔ پھر حیوان اور انسان میں کیا فرق رہے گا؟۔

نوفل نے اس لکڑ ہارے بوڑھے کو بلا کر پوچھا کہ ’’ سچ کہہ ! اصل ماجرا کیا ہے؟۔ حاتم کو کون پکڑ لایا‘‘ ؟۔

اس بے چارے نے اول سے آخر تک ساری داستان جو گذری تھی۔ اسے سچ سچ سنایا اور کہا کہ ’’ حاتم میری خاطر خود آپ کے پاس چلا آیا ہے تا کہ مجھ جیسے غریب، ناتواں اور بوڑھے انسان پر رحم کر کے انعام دلوائے‘‘۔

نوفل کو بڑا تعجب ہوا، اس نے سوچا کہ حاتم نے اپنی جان کی پرواہ کئے بغیر آخری لمحہ تک بھی وہ اپنے آپ کو دوسروں پر ترجیح دیتا رہا اور دوسروں کی مدد کرنے کے بارے میں غور کرتا رہا۔ اس کے دل میں حاتم کی عزت اور بڑھ گئی۔ اسے اپنے قریب کیا، اپنی غلطی پر پشیمانی کا اظہار کرتے ہوئے معاف کرنے کی التجا کی۔

ان جھوٹے دعویداروں کو بلایا پانچ سو اشرفی کے بدلے، پانچ پانچ سو جوتیاں ان کے سر پر لگانے کا حکم دیا تا کہ ان کے سر سے بال نکل جائیں اور وہ گنجے بن جائیں اس طرح ان کی جان چلی جائے۔

سچ ہے۔ جھوٹ بولنا بڑا گناہ ہے کہ کوئی گناہ اس کے برابر نہیں۔ خدا سب کو اس بلا سے محفوظ رکھے اور کسی کو بھی جھوٹ بولنے کا چسکا نہ دے۔ بہت سارے ایسے آدمی ہیں جو جھوٹ بکے جاتے ہیں لیکن آزمائش اور مصیبت کے وقت سزا پاتے ہیں۔

نوفل نے اپنے دل میں خیال کیا کہ حاتم جیسے شخص سے ایک عالم کو فیض پہنچ رہا ہے اور محتاجوں کی خاطر وہ اپنی جان دینے سے بھی دریغ نہیں کرتا۔ اس نے حاتم کا ہاتھ بڑی دوستی اور گرم جوشی سے پکڑا۔ بڑی عاجزی اور انکساری سے اس کی تعظیم کی، اپنے پاس بٹھلایا، اس کا مال و اسباب، گھر بار اور جو کچھ اس نے ضبط کیا تھا اس کے حوالے کر دیا پھر نئے سرے سے قبیلہ کا اسے سردار بنایا اور اس بوڑھے کو پانچ سو اشرفیاں اپنے خزانے سے دلوائیں، وہ دعا دیتا ہوا چلا گیا۔

حاصلِ مطالعہ

- لڑائی اور خون ریزی سے ہر وقت بچنے کی کوشش کرنا۔
- لاچاروں، غریبوں اور مسکینوں کی مدد کی خاطر اپنی جان تک قربان کرنے سے پیچھے نہ ہٹنا۔
- کسی بھی حالت میں جھوٹ کا سہارا نہ لینا۔
- حق داروں کو ان کا حق پہونچانا۔

I الفاظ کے معانی اور اشارے :

لشکر	فوج	جنگ	لڑائی
ضبط کرنا	قبضہ کر لینا	ہڑپ کرنا	ہضم کر لینا
پوشیدہ ہونا	چھپ جانا	دکھ درد	تکلیف
ہلاک ہونا	مر جانا	حرص و طمع	لالچ
بھیڑ	بہت سارے لوگوں کا جمع ہونا	لاچار	مجبور
شیخیاں سننا	بڑھا کر کی ہوئی باتیں سننا	حرفِ اخیر	آخری حرف یعنی حتمی بات
ماجرا	قصہ	ناتواں	کمزور
عالم	دنیا	دریغ نہ کرنا	کوتاہی نہ کرنا

II۔ مناسب الفاظ منتخب کر کے خالی جگہ بھرتی کیجئے:

(1) حاتم ایک .... میں چھپ گیا۔

(الف) پہاڑ (ب) جنگل (ج) غار

(2) بادشاہ نوفل نے حاتم کو تلاش کرنے پر .... کا انعام مقرر کیا۔

(الف) چھ سو اشرفیاں (ب) سات سو اشرفیاں (ج) پانچ سو اشرفیاں

(3) مروت یہ نہیں ہے کہ جان کے ہلاک ہونے کی خاطر کہیں .... کر بیٹھ جائے

(الف) چھپ (ب) بھاگ (ج) دوڑ

(4) یہ مجھ سے ہرگز نہیں ہوگا کہ تجھ جیسے انسان کو حرص و طمع کی خاطر .... کے حوالے کردے

(الف) دوست (ب) دشمن (ج) غیر

(5) بوڑھا .... دیتا ہوا چلا گیا۔

(الف) دعا (ب) بددعا (ج) خوشی

III۔ مندرجۂ ذیل سوالات کے جوابات لکھئے

(1) نوفل بادشاہ حاتم سے کیوں دشمنی کیا کرتا تھا؟

(2) حاتم کیوں جنگ کرنا نہیں چاہتا تھا؟

(3) جھوٹے دعویداروں کا انجام کیا ہوا؟

(4) جھوٹ بولنا کیسا گناہ ہے؟

(5) نوفل نے حاتم کے ساتھ کیسا سلوک کیا؟

دس اہم نصیحتیں

1۔ پڑھیں - انتخاب کے ساتھ

2۔ غور کریں - گہرائی کے ساتھ

3۔ خدمت کریں - لگن کے ساتھ

4۔ بحث کریں - دلیل کے ساتھ

5۔ بولیں - اختصار کے ساتھ

5۔ مقابلہ کریں - جرأت کے ساتھ

7۔ عبادت کریں - محبت کے ساتھ

8۔ بات سنیں - توجہ کے ساتھ

9۔ زندگی گذاریں - اعتدال کے ساتھ

10۔ امتحان دیں - تیاری کے ساتھ

اکائی 1
قواعد

اسم عام کی قسمیں

سیکھنے کے مقاصد

- طلباء وطالبات اسم عام کی قسموں کو جان سکیں گے۔
- اردو زبان کے قواعد کو جان کر تحریر و تقریر میں مہارت پیدا کر سکیں گے۔

اعادہ

پچھلی جماعتوں میں آپ نے اسم اور اس کی قسموں کے متعلق پڑھا ہے کہ اسم کسی شخص، جگہ یا چیز کے نام کو کہتے ہیں۔ اور اس کی قسموں کے متعلق بھی معلوم کر لیا کہ اس کی دو قسمیں ہیں۔ (1) اسم عام (2) اسم خاص۔
آپ نے یہ بھی جان لیا کہ کسی شخص، جگہ یا چیز کے خاص نام کو اسم خاص کہتے ہیں۔

اسم خاص کی پانچ قسمیں ہیں

(1) لقب | (2) خطاب | (3) کنیت | (4) تخلص | (5) عرف

آیئے اب ہم اسم عام اور اس کے اقسام تفصیل کے ساتھ پڑھیں

اسم عام کی تعریف

کسی شخص، جگہ یا چیز کے عام نام کو اسم عام کہتے ہیں جیسے مرد ، عورت ، محل ، مسجد ، چاقو ، کرسی

اسم عام کی پانچ قسمیں ہیں

(1) اسم زمان | (2) اسم مکان | (3) اسم آلہ | (4) اسم جمع | (5) اسم صوت

مہینہ لمحہ گھنٹہ سال وقت صبح شام آج کل گرما سرما

یہ اور ان جیسے کلمات کو آپ ہمیشہ استعمال کرتے آرہے ہیں، جن سے آپ کو وقت، مدت، زمانہ، موسم وغیرہ کا پتہ چلتا ہے۔ اسے اردو قواعد میں اسم زمان کہتے ہیں۔ آیئے اس کی تعریف معلوم کریں۔

اسم زمان کی تعریف وہ اسم عام ہے جو کسی وقت، زمانہ یا مدت کو ظاہر کرے۔

اسی طرح آپ ہر وقت آپ مدرسہ مندر جھونپڑا محل قلعہ گھونسلہ وغیرہ یا اس قسم کے دوسرے الفاظ پڑھتے کہتے رہتے ہیں جو کسی عام جگہ یا مقام کا پتہ دیتے ہیں۔ اسے قواعد کی اصطلاح میں اسم مکان کہتے ہیں۔ اسمِ مکان کی تعریف اس طرح کی جاسکتی ہے۔

اسم مکان کی تعریف وہ اسم عام ہے جو کسی جگہ یا مقام کا پتہ دے۔

مشقیں وسوالات

(1) اسم کی تعریف کرتے ہوئے اس کی کتنی قسمیں ہیں بیان کیجئے؟

(2) درج ذیل مثالوں میں اسم خاص اور اسم عام الگ کیجئے؟

(i) لڑکی کھیلتی ہے؟ (ii) طوطا لال مرچ کھاتا ہے؟

(iii) حامد گیند پکڑتا ہے؟ (iv) دلی دور ہے

(3) اسم خاص کی کتنی قسمیں ہیں لکھئے؟

(4) اسم عام کی تعریف کیجئے اور مثالیں لکھئے

(5) اسم عام کی کتنی قسمیں ہیں مختصر لکھئے؟

(6) زمانہ، وقت یا مدت کے ظاہر کرنے والے اسم کو کیا کہتے ہیں؟

(7) اسم مکان کسے کہتے ہیں؟ مثالوں سے سمجھائیے۔

(8) درجِ ذیل مثالوں میں اسم زماں اور اسم مکاں الگ کیجئے؟

(i) آپ کتنے سال سے چنئی میں رہتے ہیں (ii) مدرسہ بہت خوب صورت ہے

(iii) محل بہت بڑا ہے (iv) پرندے اپنے گھونسلے سے صبح سویرے نکل جاتے ہیں

(9) درج ذیل الفاظ کی مدد سے جملے بنائیے۔

(i1) مہینہ (ii) جھونپڑی (iii) مسجد (iv) آج (v) صبح

تیری رحمت تو ہر ایک پر عام ہے

جب سے ہونٹوں پہ یا رب ترا نام ہے
ترے بیمار کو کافی آرام ہے

تونے بخشا ہمیں نور اسلام سے
ہم پہ تیرا حقیقی یہ انعام ہے

جس کو تیری خدائی سے انکار ہے
بادشاہت میں رہ کر بھی ناکام ہے

اپنے منکر کو بھی رزق دیتا ہے
تیری رحمت تو ہر ایک پر عام ہے

ہاں قدم کا اٹھا نا میرا کام ہے
پار بیڑا لگا تیرا کام ہے

اکائی 2
حصّہ نظم

بچوں سے خطاب

علامہ اقبال

سیکھنے کے مقاصد

- محنت و مشقت سے جی نہ چرانا۔
- خوش مزاجی کی طبیعت اپنانا
- نیک لوگوں کی صحبت اختیار کر کے خود بھی نیک بننا۔
- اپنے ساتھیوں سے محبت کے ساتھ پیش آنا اور لڑائی جھگڑے سے گریز کرنا۔
- علم کی اہمیت کو اجاگر کرنا۔

کاٹ لینا ہر کٹھن منزل کا کچھ مشکل نہیں
اک ذرا انسان میں چلنے کی ہمت چاہیے
مل نہیں سکتی نکموں کو زمانے میں مراد
کامیابی کی ہو جو خواہش تو محنت چاہیے
خوش مزاجی سا زمانے میں کوئی جادو نہیں
ہر کوئی تحسین کہے ایسی طبیعت چاہیے
ایک ہی اللہ کے بندے ہیں سب چھوٹے بڑے
اپنے ہم جنسوں سے دنیا میں محبت چاہیے
جو بروں کے پاس بیٹھے گا برا ہوجائے گا
نیک ہونے کے لئے نیکوں کی صحبت چاہیے
علم کہتے ہیں جسے سب سے بڑی دولت ہے یہ
ڈھونڈ لو اس کو اگر دنیا میں عزت چاہیے
سب برا کہتے ہیں لڑنے کو بری عادت ہے یہ
ساتھ کے لڑکے جو ہوں ان سے رفاقت چاہیے

شاعر کا تعارف

اقبالؔ اردو کے عظیم شاعروں میں شمار کئے جاتے ہیں۔آپ 1876 میں سیالکوٹ میں پیدا ہوئے۔گورنمنٹ کالج لاہور سے ایم۔اے کیا، پھر ولایت جاکر بیرسٹر کا امتحان پاس کیا، پھر آپ نے جرمنی کی میونچ یونی ورسٹی سے پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی۔ اردو میں بانگ درا، بال جبریل اور ضربِ کلیم آپ کے شعری مجموعے ہیں۔1938 میں لاہور میں آپ کا انتقال ہوا۔

حاصلِ کلام

شاعر علامہ اقبالؔ کہتے ہیں کہ انسان کو چاہئے کہ وہ محنت و مشقت سے کام لے تاکہ مشکل گھڑی میں اسے گھبراہٹ کا شکار نہ ہونا پڑے۔ کامیابی کا راز محنت میں چھپا ہوا ہے اس لئے نکمے اور سست قسم کے لوگ اس کے بغیر کامیاب نہیں ہو سکتے ہیں۔ انسان کی تعریف اسی وقت ہوسکتی ہے جب کہ وہ خوش مزاج ہو، اسے چاہئے کہ وہ آپس میں اپنے دوست واحباب سے محبت کے ساتھ پیش آئے کیونکہ ہر ایک اللہ کے بندے ہیں۔اور وہ نیک لوگوں کی صحبت اختیار کرے، بروں سے دور رہے۔اگر اسے دنیا میں عزت حاصل کرنی ہے تو اسے چاہئے کہ وہ سب سے بڑی دولت یعنی علم کو حاصل کرے ۔اپنے ساتھیوں کے ساتھ میل جول سے رہے اور لڑائی جھگڑا نہ کرے۔

I الفاظ کے معانی اور اشارے :

کٹھن	=	سخت ، مشکل	نکما	=	بے کار، ناکار ، سست
مراد	=	مقصد، خواہش	تحسین	=	تعریف کرنا
رفاقت	=	محبت، دوستی			

II واحد کی جمع لکھ کر یاد کیجئے:

منزل	+	منزلیں	مشکل	+	مشکلات
خواہش	+	خواہشات	عادت	+	عادتیں
نیکی	+	نیکیاں	علم	+	علوم

III درج ذیل الفاظ کے اضداد اپنی کاپی میں لکھ کر یاد کیجئے:

آسان	×	مشکل	انسان	×	حیوان
کامیابی	×	ناکامی	ہمت	×	پست ہمتی
خوش مزاج	×	بدمزاج	نیک بخت	×	بدبخت
عزت	×	ذلت	دوستی	×	دشمنی

IV مصرعے مکمل کیجئے:

(1) خوش مزاجی سا زمانے میں ....

.... ایسی طبیعت چاہئے

(2).............................. سب چھوٹے بڑے

اپنے ہم جنسوں سے ....

(3) جو بروں کے پاس بیٹھے گا ....

.... نیکوں کی صحبت چاہئے

V جوڑ لگائیے:

علم کہتے ہیں جسے - ان سے رفاقت چاہئے

ڈھونڈ لو اس کو - بری عادت ہے یہ

سب برا کہتے ہیں لڑنے کو - اگر دنیا میں عزت چاہئے

ساتھ کے لڑکے جو ہوں - سب سے بڑی دولت ہے یہ

VI سوالات کے جوابات لکھ کر یاد کیجئے:

(1) چلنے کی ہمت ہو تو انسان کیا حاصل کرسکتا ہے؟

(2) کامیابی حاصل کرنے کے لئے کیا کرنا ضروری ہے؟

(3) خوش مزاجی سے کیا فائدہ ہوتا ہے؟

(4) نیک بننے کے لئے کس کی صحبت چاہئے؟

(5) سب سے بڑی دولت کیا ہے؟

VII تفصیلی جوابات لکھئے:

(1) ''بچوں سے خطاب'' اس نظم میں ڈاکٹر علامہ اقبالؔ نے بچوں کو کیا نصیحت کی ہے؟

(2) ''بچوں سے خطاب'' نظم کا خلاصہ تحریر کیجئے۔

اکائی 2
حصّۂ نثر

پلاسٹک کے مضر اثرات

ڈاکٹر پیش امام نذیر احمد
یم.اے.،یم.اے.،یم. یڈ.،یم فل.،پی. یچ.ڈی.،

سیکھنے کے مقاصد

- پلاسٹک کے مضر اثرات سے طلباء کو واقف کرانا۔
- ماحول کی آلودگی اور صحت وتندرستی کے بگاڑ کے اسباب کی نشاندہی کرنا۔
- سمندری مخلوقات کی حفاظت کرنا
- زمین کی ساخت اور زرخیزیت کو برقرار رکھنا۔
- ذرائع ابلاغ کے ذریعہ پلاسٹک کے استعمال پر پابندی لگانے کا شعور پیدا کرنا۔

پلاسٹک کی چیزیں آج کل زندگی کا ایک لازمی حصہ بن چکی ہیں۔ صنعتی آلات سے لے کر کھیل کے سامان اور گھر کے برتنوں تک ہر چیز میں اس کا استعمال عام ہو چکا ہے اس لئے کہ اس سے تیار کی ہوئی چیزیں جہاں کم خرچ میں ملتی ہیں، وہیں بڑی آسانی سے دستیاب بھی ہو جاتی ہیں۔لیکن اس کی قیمت لوگوں کو مالی اور جانی نقصان کی صورت میں دگنی ادا کرنی پڑتی ہے۔ان برتنوں کے استعمال سے پلاسٹک کے اجزاء ہمارے جسم میں کھانے کا حصہ بن کر معدہ، خوراک کی نالی کی خرابی اور دیگر بیماریوں کا سبب بن رہی ہیں کیونکہ پلاسٹک کو ایک یا کئی مختلف کیمیائی اجزاء سے مرکب کر کے تیار کیا جاتا ہے۔ عام طور پر اسے دو طریقوں سے بنایا جاتا ہے۔ایک قدرتی طریقہ ہے جس میں جانوروں اور درختوں سے پلاسٹک تیار ہوتا ہے اور دوسرا لیبارٹریوں یا فیکٹریوں میں تیار ہوتا ہے۔ یہ ایک سیال مادہ ہے۔اس کو آسانی سے نہ صرف کسی بھی شکل و صورت میں ڈھالا جاسکتا ہے بلکہ اسے کسی بھی رنگ میں رنگا جاسکتا ہے اور اسے نرمی اور ملائمت کی کسی بھی حد تک پہنچایا جاسکتا ہے

اب آیئے ہم جانیں کہ ہماری صحت پر اس سے کس قدر برے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔

پلاسٹک کی تھیلیاں (Carry bag) اور برتن

جب ہم بازار جاتے ہیں تو سب سے صاف ستھری اور مہنگی دکان کا انتخاب کرتے ہیں تا کہ کھانے پینے کی عمدہ چیزیں خرید سکیں لیکن کھانے پینے کا یہ سامان ایسی تھیلیوں ” شاپروں “ میں جو پولیتھین سے بنائی جاتی ہیں بڑے شوق سے گھر لاتے ہیں، انہیں اگر جانور بھی کھالے تو برداشت کر نہیں پاتے تو ہم اور ہمارے معصوم بچے جو سموسے، پکوڑے، مصالحہ دار چیزیں، چپس اور نہ جانے کیا کچھ ان تھیلیوں میں ڈال کر گھر لاتے ہیں، اور بڑے مزے سے کھاتے ہیں حالانکہ یہ تھیلیاں زہر کی طرح ہیں، اس میں سوکھی روٹی ہو یا گرما گرم چیزیں رکھی جائیں تو یہ دونوں ہی نقصان دہ ہیں۔ حقیقت میں اس سے مزہ اور صحت نہیں بلکہ موت خریدتے ہیں پھر ہم گلہ کرتے نظر آتے ہیں کہ آج کل بیماریوں میں اضافہ ہو گیا ہے، بچہ بہت کم زور ہو چکا ہے۔ آنکھیں کمزور ہو رہی ہیں، بڑوں کے ساتھ چھوٹے بچے بھی پاؤں کے درد کی شکایت کرتے ہیں اور بالوں کے مسائل پر پریشان نظر آتے ہیں۔

اس میں استعمال ہونے والے کیمیکل نہ صرف آب و ہوا کو آلودہ کرنے کا باعث بنتے ہیں بلکہ صحت کو بگاڑنے کا سبب بھی بنتے ہیں۔

سائنسی تحقیق کے مطابق پلاسٹک کے برتنوں میں بعض خطرناک کیمیکل ہوتے ہیں۔ اس کے برتنوں اور تھیلیوں میں گرم گرم غذائیں مثلاً چائے وغیرہ ڈالنے یا پلاسٹک کے برتن میں رکھ کر مائیکروویو اوون (Microwave Oven) میں کھانا گرم کرنے سے پلاسٹک میں موجود کیمیکل ان میں شامل ہو جاتے ہیں اور ان کو استعمال کرنے کی صورت میں یہ کیمیکل پیٹ میں پہنچ جاتے ہیں جن سے بال جھڑنے، بانجھ پن (بے اولادی)، گردے کی پتھری، السر، دل کی بیماریاں یہاں تک کہ کینسر ہونے کے امکانات پیدا ہو جاتے ہیں اور ان کے استعمال سے بعض اوقات موت کا سامنا کرنا بھی پڑتا ہے۔

پلاسٹک بوتل میں بند پانی کا استعمال

آئے دن ہم دیکھتے ہیں کہ ہمارے ہونہار بچے ہوں یا آفس میں کام کرنے والے مرد و خواتین یا سفر پر روانہ ہونے والے احباب پلاسٹک کے بند بوتل میں پانی لے جاتے ہیں اور پھر اس کا بے دریغ استعمال کرتے ہیں۔

کہا جاتا ہے کہ اس طرح کے کرنے سے جسم میں ایک جرثومہ (جراثیم) پالیوبیکٹر یا پیدا ہوتا ہے جس سے فوڈ پائزن ہو سکتا ہے۔ اس کی علامات میں معدے کا درد اور اسہال شامل ہے۔ بعض صورتوں میں یہ معدہ اور رگوں کے بگاڑ کی ایک خطرناک شکل اختیار کر سکتی ہے۔ جیسا کہ یونیورسٹی آف برطانیہ کی ایک کمپنی نے یہ تحقیق کی ہے۔ اس لئے ایسی صورت اختیار کی جائے جس سے کم سے کم پانی کا اس کے ذریعہ استعمال ہو۔

پلاسٹک .... ماحول کی آلودگی کا ایک ذریعہ

پلاسٹک کے بنانے میں ایک زہریلا مادہ ''کیڈیم'' شامل کیا جاتا ہے۔ اس میں رکھی ہوئی چیزوں کو کھانے سے نہ صرف اس کا برا اثر ہم پر پڑتا ہے بلکہ ہم خالص غذا کھانے سے محروم ہوجاتے ہیں ۔اگر انہیں استعمال کے بعد جلا بھی دیا جائے تو اس سے زہریلی گیس فضا میں پھیلتی ہے اور لوگ بلڈ کینسر، پھیپھڑوں اور سانس کی بیماریوں میں مبتلا ہوسکتے ہیں۔عموماً یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ پلاسٹک کے بیگ تیار کرنے والے کارخانوں میں کام کرنے والے افراد اپنی صحت کی ناسازی کی شکایت کرتے ہیں کیونکہ پلاسٹک کو پگھلانے کے باعث یہاں بے حد گیس نکلتی ہے اور یہ حفاظتی ماسک کا استعمال کئے بغیر کارخانوں میں کام کرتے ہیں اور ان فیکٹریوں کے مالکوں کو بھی ان مزدوروں کی صحت سے کوئی غرض نہیں ہوتی۔

لوگ پلاسٹک کی بیگوں کو گلی، کوچوں، سڑکوں یہاں تک کہ اپنے صحنوں میں بھی بغیر سوچے سمجھے پھینک دیتے ہیں۔ یہ وزن میں بے حد ہلکی ہونے کے باعث دور تک پھیل کر ماحول کی آلودگی کا بڑا سبب بن جاتی ہیں۔

شہروں میں پلاسٹک کے تھیلے کوڑے کے ڈھیروں سے اڑ کر سڑکوں پر آجاتے ہیں۔ یہ نہ صرف گاڑیوں کی آمدورفت میں خلل پیدا کرتے ہیں بلکہ پانی کے گٹروں میں پہنچ کر انہیں بلاک بھی کر دیتے ہیں۔گندے پانی کے نہ جانے اور اس کے دباؤ سے لائن پھٹ جاتی ہے جس کی وجہ سے تمام علاقے میں بدبو، گندگی پھیل جاتی ہے۔اس سے گندہ پانی اردگرد پھیل کر نہ صرف شہر کی گندگی میں اضافہ کرتا ہے بلکہ پینے کے پانی میں بھی شامل ہوجاتا ہے۔ رفتہ رفتہ ہیضے اور طاعون کی بیماری پھیلنے لگتی ہے۔ یہ پانی گڑھوں میں اکٹھا ہو کر مچھروں وغیرہ کے پیدا ہونے کا سبب بن جاتا ہے۔اس طرح کنوؤں اور چشموں کا پانی بھی آلودگی سے نہیں بچ پاتا۔ اس کے علاوہ برسات کے موسم کی ذرا سی بارش بھی ایک سیلاب کا روپ اختیار کر لیتی ہے۔

پلاسٹک اور سمندری مخلوقات

خوب صورت سمندری ساحلوں پر پھینکی جانے والی پلاسٹک کی بوتلیں اور تھیلیاں سمندر میں جا گرتی ہیں اگرچہ کہ یہ دھوپ اور پانی کی وجہ سے زمینی اجزاء میں شامل ہو کر رفتہ رفتہ چھوٹے ٹکڑوں میں تو تبدیل ہوجاتی ہیں لیکن کئی صدیوں تک ختم نہیں ہوتیں۔ان کا بیشتر حصہ ندی نالوں یا دریا کے پانی میں شامل ہو کر سمندروں میں پہنچ جاتا ہے۔اس میں سے 70% حصہ ڈوب کر تہہ میں چلا جاتا ہے جب کہ باقی 30%

حصہ پانی میں تیرتا رہتا ہے اور سمندر میں زہریلا مواد پھیلاتے رہتا ہے۔جس سے سمندری زندگی کی بقا کو سخت خطرات لاحق ہوتے ہیں۔ اکثر سمندری جانور پلاسٹک کے ٹکڑوں میں پھنس جاتے ہیں اور اپنی ساری زندگی نکل نہیں پاتے۔اس وجہ سے ان کی جسمانی ساخت بھی تبدیل ہوجاتی ہے۔اور جب انسان انہیں کھاتے ہیں تو وہ اجزاء ان کے جسموں میں پہنچ کر نقصان پہونچاتے ہیں جب کہ بعض سمندری اور دریائی پانی میں موجود کچھوے، مچھلیاں اور پرندے پلاسٹک کی تھیلیوں کو کھا جاتے ہیں۔ ان کے معدے میں جب اس کی مقدار بڑھ جاتی ہے تو انہیں بھوک نہیں لگتی اور بعض اوقات ان کی انتڑیوں کو یہ بلاک کردیتی ہے جس سے فوری طور پر ان کی موت واقع ہوجاتی ہے۔

پلاسٹک سے پیداوار میں رکاوٹ

پلاسٹک ایک ایسا مادہ ہے جسے ختم ہونے یا زمین کا حصہ بننے کے لئے ہزاروں سال درکار ہوتے ہیں۔یہی وجہ ہے کہ یہ ماحول، صفائی اور جنگل والوں کی زندگی کے لئے ایک بڑا خطرہ تصور کیا جاتا ہے۔چونکہ یہ گلنے سڑنے والی چیز بھی نہیں ہے اس لئے یہ زمین کی ساخت اور زرخیزیت کو بری طرح برباد کردیتی ہے۔یہ زمین کے مسامات کو بند کرکے ان کو منجمد کرتی ہے اور پیڑ پودوں کو زمین سے جو غذا اور دوسرے اجزاء ملتے ہیں۔ان کی ترسیل میں رکاوٹ بن جاتی ہے جس سے زمین کی پیداواری صلاحیت متاثر ہوتی ہے۔

ضرورت اس بات کی ہے کہ پلاسٹک کے استعمال کو آہستگی سے ترک کردینا چاہیے لیکن جب تک صحیح متبادل کو تلاش نہ کرلیا جائے اور اس کا استعمال عام نہ ہوجائے ہم اس وقت تک چند چیزوں کو اپنا کر ماحول اور دیگر عوامل کی بہتری کی کوشش کرسکتے ہیں مثلاً ہم روزِ مرہ کے کھانے پینے کی چیزوں کی خریداری کے وقت اپنے ساتھ سامان رکھنے کے لئے لکڑی کی ٹوکری یا کپڑے کی تھیلی لے جاسکتے ہیں جو کہ دوبارہ قابلِ استعمال بھی ہیں اور ماحول وصحت کے لئے نقصان دہ بھی نہیں اور انہیں کافی عرصے تک استعمال بھی کرسکتے ہیں۔

پلاسٹک کے برتنوں کے بدلے کانچ یا دھات کے برتن استعمال کرسکتے ہیں۔دھاتی چیزوں کے استعمال سے انسانی صحت پر نقصان دہ اثرات پلاسٹک کے مقابلے میں تقریباً نہ ہونے کے برابر ہیں۔

اس ضمن میں لوگوں کے شعور اور احساس کو بیدار کرنے کی ضرورت ہے۔ذرائعِ ابلاغ ٹی وی، انٹرنٹ، تقاریر، خطبات اور سماجی رابطوں کے ذریعہ آگہی مہم چلانا چاہئے تاکہ پلاسٹک کا استعمال کم ہوجائے۔اگر ہم ابھی سے یہ عزم کرلیں کہ ہم سب کو اپنے ماحول میں ایک مثبت تبدیلی لانی ہے تو آج ہی سے پلاسٹک کی تیار کی ہوئی ساری چیزوں کا استعمال کم سے کم کردیں۔یقیناً اس کے بہتر نتائج نکل سکتے ہیں۔

I الفاظ کے معانی اور اشارے :

مضر	=	نقصان دہ	لازمی	=	ضروری
اجزاء	=	حصے	خوراک	=	کھانا
سیال	=	مائع ۔ بہنے والا	ملائم	=	نرم
مہنگی	=	قیمتی	آلودگی	=	گندگی
بے دریغ	=	حد سے زیادہ	ناسازی	=	خرابی
ڈھیر	=	انبار	خلل	=	رکاوٹ
اردگرد	=	اطراف	رفتہ رفتہ	=	آہستہ آہستہ
بیشتر	=	زیادہ	بقاء	=	باقی رکھنا
خطرات	=	تکالیف ۔ پریشانیاں	ساخت	=	شکل وصورت
منجمد کرنا	=	جام کردینا	ترک کردینا	=	چھوڑ دینا
عزم کرنا	=	پختہ ارادہ کرنا	خواتین	=	عورتیں

II درجِ ذیل الفاظ کے واحد جمع اپنی کاپی میں لکھیے :

زندگی	+	زندگیاں	آلہ	+	آلے آلات
قیمت	+	قیمتیں	جزء	+	اجزاء
فیکٹری	+	فیکٹریاں	اثر	+	اثرات
مسئلہ	+	مسائل	برتن	+	برتنوں
خاتون	+	خواتین	معدہ	+	معدے
کوچہ	+	کوچے	ساحل	+	سواحل
خطرہ	+	خطرات	نتیجہ	+	نتائج

III درج ذیل الفاظ کے اضداد اپنی کاپی میں لکھ کر یاد کیجیے:

مضر	×	مفید	نقصان	×	فائدہ
قدرتی	×	بناوٹی	سیال	×	ٹھوس
نرمی	×	سختی	مہنگی	×	سستی
آج	×	کل	بگاڑنا	×	سدھارنا
گندہ	×	صاف	مثبت	×	منفی

IV مناسب ترین جواب منتخب کر کے خالی جگہ بھرتی کیجئے:

(1) ایک .... طریقہ ہے جس میں جانوروں اور درختوں سے پلاسٹک تیار کیا جاتا ہے

(الف) مصنوعی (ب) بناوٹی (ج) قدرتی

(2) پلاسٹک کی تھیلیاں .... کی طرح ہیں

(الف) شہد (ب) زہر (ج) کانٹا

(3) کیمیکل نہ صرف آب و ہوا کو آلودہ کرتے ہیں بلکہ .... کو بگاڑنے کا سبب بھی بنتے ہیں۔

(الف) صحت (ب) انفرادی زندگی (ج) اجتماعی زندگی

(4) پلاسٹک وزن میں .... ہونے کے باعث دور تک پھیل کر ماحول کی آلودگی کا سبب بنتے ہیں۔

(الف) وزنی (ب) بھاری (ج) ہلکی

(5) پلاسٹک کا .... حصہ ڈوب کر سمندروں کے تہہ میں چلے جاتا ہے۔

(الف) 60% (ب) 70% (ج) 80%

V جوڑ لگائیے:

الف		ب
پلاسٹک بنانے کے دو طریقے ہیں	-	پلاسٹک کے بنانے کا ایک زہریلا مادہ
پلاسٹک کیمیکل نہ صرف آب و ہوا کو آلودہ کرتے ہیں	-	ایک قدرتی دوسرا لیبارٹیوں اور فیکٹریوں سے تیار کردہ
کیڈیم	-	بلکہ صحت کو بگاڑنے کا سبب بھی بنتے ہیں
سمندری جانور پلاسٹک کے ٹکڑوں میں پھنس جانے سے	-	ذرائع ابلاغ، ٹی وی، انٹرنٹ، تقاریر وغیرہ سے
لوگوں میں شعور اور احساس پیدا کرنے کی ضرورت	-	جسمانی ساخت بدل جاتی ہے

VI مختصر جوابات لکھئے:

(1) پلاسٹک کا استعمال کن چیزوں میں عام ہوتا جا رہا ہے؟

(2) پلاسٹک کے اجزاء ہمارے جسم میں داخل ہو کر نقصان کیسے پہونچاتے ہیں؟

(3) پلاسٹک میں استعمال ہوئے کیمیکل کون سی بیماریاں پیدا کرتی ہیں؟

(4) سمندری جانوروں کی جسمانی ساخت کیوں بدلتی رہتی ہے؟

(5) لوگوں میں پلاسٹک کے استعمال نہ کرنے پر شعور اور احساس کیسے بیدار کیا جا سکتا ہے؟

VI تفصیلی جوابات لکھئے:

(1) پلاسٹک ماحول کی آلودگی کا ایک اہم ذریعہ ہے واضح کیجئے؟

(2) پلاسٹک کس طریقہ سے پیداوار میں رکاوٹ کا سبب ہے ایک نوٹ لکھئے؟

عملی مشق:

(1) ماحول کو آلودگی سے بچانے میں آپ کس طرح حصہ لے سکتے ہیں؟ آپس میں مباحثہ کیجئے۔

(2) کچرے کے ڈبوں پر آگ لگانے سے کیا نقصان ہوسکتا ہے۔ آپس میں گروپ بنا کر بحث کیجئے۔

اکائی 2

حصّۂ غزل

غزل

اشفاق الرحمٰن مظہر

سیکھنے کے مقاصد

- پانی کی مختلف خصوصیات سے طلبہ کو واقف کرانا۔
- انسان کی مختلف کیفیات کو جاننا۔
- ماں کی ممتا کو واضح کرنا۔

شاعر کا تعارف

اشفاق الرحمٰن مظہر کی ولادت چنئی میں 17 / اکتوبر 1949ء کو ہوئی۔ آپ کو مدتوں سے شاعری کا شوق تھا لیکن کھل کر میدان میں کبھی نہیں آئے۔ کبھی کبھی مشاعروں میں نظر آتے ہیں۔ اردو شاعری کی کلاسیکی قدروں کا جہاں آپ کو احترام ہے وہیں جدید حسی تقاضوں کو بھی پسند کرتے ہیں۔ آپ کی شاعری کا انداز پرانا سہی لیکن دلکش اور دل فریب ہے۔ اس کے نظموں کا مجموعہ ''سیاہ و سپید'' 2009ء میں منظرِ عام پر آچکا ہے۔ 2001 سے 2007 تک تمل ناڈو اسٹیٹ اردو اکیڈمی کے اعزازی سکرٹری رہے۔

جب بھی دریا میں بھر گیا پانی — شہر برباد کر گیا پانی
ایسا برسا ہے ٹوٹ کر بادل — سب کو سیراب کر گیا پانی
پانی پانی جو شرم سے نہ ہوا — اس کی آنکھوں کا مرگیا پانی
صرف ''زم زم'' کہا تھا چشمے کو — بہتے بہتے ٹھہر گیا پانی
اک اشارے پہ پھٹ گیا دریا — چاروں جانب بکھر گیا پانی

ان کی آنکھوں سے جو گرا مظہر
اپنی ہستی کو کر گیا پانی

حاصلِ کلام

شاعر اشفاق الرحمٰن مظہر اپنی اس غزل میں پانی کی مختلف خصوصیات کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ پانی اللہ کی ایک نعمت ہے۔ لیکن جب یہی نعمت حد سے زیادہ ہو جائے اور دریا بھی اس سے بھر جائیں تو عذاب کی شکل اختیار کر لیتی ہے اور شہر میں داخل ہو کر اس کو برباد کر دیتی ہے۔

بادل کی یہ حالت ہے کہ اس نے ٹوٹ کر بارش برسایا اور سب لوگ اس سے سیراب ہو چکے۔ انسان کو چاہئے کہ وہ بھی شرم کے مارے پانی پانی ہو جائے ورنہ یہ سمجھا جائے گا کہ اس کی آنکھوں کا پانی مر گیا ہے۔

حضرت اسماعیلؑ چھوٹے شیرخوار بچے تھے۔ اس وقت آپ کی والدہ حضرت ہاجرہؓ نے پانی کو ''زم زم'' کہا یعنی ٹھہر جا ٹھہر جا۔ اور وہ سب کو فائدہ پہونچانے کی خاطر رُک کر ایک جگہ اپنا مستقر بنا لیا۔

حضرت موسیٰؑ کے ایک اشارہ پر دریا پھٹ گیا، اس کا معجزاتی پانی چاروں جانب بکھر گیا لیکن آپ اور آپ کی قوم کے لئے راستہ بنا دیا۔

جب بیٹی کی رخصتی ہوتی ہے تو ماں کی آنکھوں سے آنسو رواں ہو جاتے ہیں۔ بچوں کو چاہئے کہ وہ ماں کی نگاہ سے نہ گریں ورنہ وہ اپنے آپ کو بے حیثیت کر لیں گے۔

I الفاظ کے معانی اور اشارے:

ٹوٹ کر	=	جم کر	پانی پانی ہونا (محاورہ)	=	شرمندہ ہونا
چشمے	=	کنویں	آنکھوں سے گرنا (محاورہ)	=	اپنا مقام و مرتبہ گھٹ جانا
زم زم	=	وہ پانی جو حضرت اسماعیلؑ کی پیدائش پر ان کی ایڑیوں سے نکلا تھا			
بکھرنا	=	پھیل جانا	ہستی	=	شخصیت
رخصت	=	جدائی	ٹھہرنا	=	رکنا

II درجِ ذیل الفاظ کی واحد جمع لکھئے:

چشمہ	+	چشمے	بیٹی	+	بیٹیاں
اشارہ	+	اشارے	آنکھ	+	آنکھیں
رخصت	+	رخصتیں	ہستی	+	ہستیاں

III مصرعے مکمل کیجئے:

(1) جب بھی دریا میں ....
شہر .... کر گیا پانی

(2) .... ٹوٹ کر بادل
سب کو...................... کر گیا پانی

(3) .... جو شرم سے نہ ہوا
اس کی آنکھوں کا ....

کیا تم جانتے ہو؟

اس غزل میں صنعت تلمیح ہے۔
یعنی دو شعروں میں دو تاریخی واقعات
کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔
پہلا واقعہ حضرت اسماعیلؑ و حضرت ہاجرہ کا

صرف ''زم زم'' کہا تھا چشمے کو
بہتے بہتے ٹھہر گیا پانی

اور دوسرا واقعہ حضرت موسیٰؑ کا۔

اک اشارے پہ پھٹ گیا دریا
چاروں جانب بکھر گیا پانی

IV مناسب ترین جواب منتخب کیجئے

(1) صرف ''زم زم'' کہا تھا .... کو
(الف) کنویں (ب) تالاب (ج) چشمے

(2) بہتے بہتے ٹھہر گیا ....
(الف) دریا (ب) پانی (ج) ندی

(3) اک .... پہ پھٹ گیا دریا
(الف) اشارے (ب) کنایہ (ج) رمز

(4)......................... جانب بکھر گیا پانی
(الف) تینوں (ب) چاروں (ج) پانچوں

V مندرجۂ ذیل شعر کی بحوالۂ متن تشریح کیجئے:

ان کی آنکھوں سے جو گرا مظہرؔ
اپنی ہستی کو کر گیا پانی

VI مختصر جوابات لکھئے:

(1) شہر کب برباد ہوتا ہے؟
(2) بادل کے ٹوٹ کر برسنے سے کیا ہوتا ہے؟
(3) آنکھوں کا پانی کب مر جاتا ہے؟
(4) زم زم کسے کہتے ہیں؟
(5) کس کے اشارے سے دریا پھٹ گیا؟

اکائی 2

سرسری مطالعہ

سونے کی کھیتی

سید اشتیاق الحسن

ملانصیر الدین اپنی بے مثال سوجھ بوجھ، جرأت وہمت اور حاضر جوابی کے لئے دور دور تک مشہور تھے۔ عوام میں وہ آفندی کے لقب سے پہچانے جاتے تھے۔

ایک دن آفندی نے کسی شخص سے سونے کے کچھ ٹکڑے ادھار لئے اور اپنے گدھے پر سوار ہو کر سمندر کے ریتیلے ساحل پر پہنچے وہاں بیٹھ کر وہ بڑی سنجیدگی سے سونے کے ٹکڑوں کو چھلنی میں ڈال کر چھاننے لگے۔ کچھ دیر کے بعد بادشاہ شکار کھیلتے ہوئے وہاں سے گزرا۔ آفندی کی یہ حرکت اسے بڑی عجیب لگی۔ اس سے بغیر پوچھے نہ رہ گیا۔لہذا اس نے آفندی سے دریافت کیا۔آفندی ! تم یہاں بیٹھے یہ کیا کررہے ہو'' ؟ ''جہاں پناہ میں اس وقت سونے کی بوائی کررہا ہوں۔'' آفندی نے جواب دیا۔

یہ سن کر بادشاہ کو اور بھی تعجب ہوا۔ وہ بولا۔

''میرے دانش مند آفندی! یہ تو بتاؤ کہ اس طرح سونا بونے سے تمہیں کیا فائدہ ہوگا''۔

''کیا آپ کو یہ بھی معلوم نہیں جہاں پناہ؟'' آفندی نے جواب دیا۔ میں آج سونا بورہا ہوں اور جمعہ کو میں اس کی فصل کاٹ لوں گا۔ اس پہلی فصل میں کم از کم دس آؤنس سونا ضرور ملے گا''۔

یہ سنتے ہی بادشاہ کے منہ میں پانی بھر آیا۔ اس نے سوچا کہ اس منافع بخش تجارت میں وہ بھی ساجھے دار کیوں نہ بن جائے۔ لہذا وہ مسکراتے ہوئے آفندی سے بولا۔ آفندی میاں تم اتنا سا سونا بو کر تو امیر نہیں بن سکتے۔ اگر تم سونا ہی بونا چاہتے ہو تو زیادہ سے زیادہ بوؤ۔ اگر تمہارے پاس بونے کے لئے کافی سونا نہ ہو تو میرے محل سے لے آؤ۔ تم جتنا سونا چاہو لا سکتے ہو۔ اب مجھے اس تجارت میں اپنا ساجھے دار سمجھو۔ فصل میں سے صرف اسی فیصد حصہ مجھے دے دینا۔ بولو۔ اس پر تیار ہو؟ ''ٹھیک ہے مجھے آپ کی شرط منظور ہے''۔ آفندی نے کہا

دوسرے دن آفندی محل سے دو کلو سونا اٹھا لائے اور کوئی ہفتہ بھر بعد ہی دس کلو سونا بادشاہ کو لوٹا آئے۔ سونے کی جگمگ کرتی سلیں دیکھ کر بادشاہ کا دل بلیوں اچھلنے لگا۔ اس نے فوراً اپنے افسروں کو حکم دیا کہ وہ شاہی خزانے میں موجود سارا سونا آفندی کو دے دیں۔

گھر واپس آ کر آفندی نے سارا سونا غریبوں میں تقسیم کر دیا۔ ایک ہفتہ بعد وہ منہ لٹکائے خالی ہاتھ بادشاہ کے پاس پہنچے۔ انہیں دیکھتے ہی بادشاہ خوشی سے اچھل پڑا، اور بولا۔ ''تم آ گئے آفندی'' کیا سونے سے لدی ہوئی گاڑیاں پیچھے پیچھے آرہی ہیں''۔

جہاں پناہ! اب میں آپ کو کیا بتاؤں ''میں بالکل تباہ ہو گیا ہوں''۔ حضور میں بالکل برباد ہو گیا ہوں۔ میری تقدیر پھوٹ گئی ہے۔ آفندی اپنا سر پیٹتے ہوئے بولے۔ ''اس دوران ایک بوند بارش نہیں ہوئی اور سونے کی ساری فصل سوکھ گئی۔ فصل تو دور رہی، بیجوں سے بھی ہاتھ دھونے پڑے۔

آفندی کی یہ بات سن کر بادشاہ پاگل ہو گیا۔ وہ غضب ناک ہو کر بولا۔ '' تم بالکل جھوٹ بول رہے ہو آفندی۔ کیا کہیں سونا بھی سوکھ سکتا ہے؟ تم مجھے دھوکا دینا چاہتے ہو۔

حضور میری باتوں پر آپ کو یقین کیوں نہیں آ رہا ہے؟ آفندی نے جواب دیا۔ اگر آپ کو اس بات پر یقین نہیں ہے کہ بغیر بارش کے سونا سوکھ سکتا ہے تو پھر اس بات پر کیوں کر یقین ہو گیا کہ سونے کو زمین میں بویا جا سکتا ہے اور اس کی فصل بھی کاٹی جا سکتی ہے''۔ یہ سن کر بادشاہ دم بخود ہو گیا۔ اس کے منہ سے ایک لفظ بھی نہ نکلا جیسے اب اس کے پاس بولنے کے لئے کچھ بھی نہ رہا ہو۔

حاصل مطالعہ

- کسی پر حد سے زیادہ اعتماد نہ کرنا۔
- حرص ولالچ کی خاطر اپنا سب کچھ داؤ پر نہ لگانا۔
- غریبوں کا حق ادا کرنا۔

I الفاظ کے معانی اور اشارے :

سوجھ بوجھ	=	عقل مندی وہوشیاری	ادھار لینا	=	قرض لینا
ساحل	=	دریا کا کنارا	دانش مند	=	عقل مند
ساجھے دار	=	حصے دار	جگمگ کرنا	=	روشن ہونا، چمکنا
تباہ	=	برباد	بوند	=	قطرہ
غضب	=	غصہ	دم بخود ہونا	=	چپ چاپ ہونا، جواب بن نہ پڑنا

II مناسب ترین جواب منتخب کیجیے:

(1) ملا نصیر الدین کا لقب ....

(الف) رازی (ب) سرمدی (ج) آفندی

(2) دوسرے دن آفندی محل سے .... سونا اٹھا لائے

(الف) دوکلو (ب) تین کلو (ج) چار کلو

(3) گھر واپس آ کر آفندی نے سارا سونا .... میں تقسیم کردیا

(الف) رشتہ داروں (ب) اہل وعیال (ج) غریبوں

(4) ایک ہفتہ بعد وہ منہ لٹکائے خالی ہاتھ .... کے پاس جا پہنچے ۔

(الف) امیر (ب) بادشاہ (ج) وزیر

(5) آفندی کی بات سن کر بادشاہ ....ہوگیا۔

(الف) دم بخود (ب) غضب ناک (ج) پریشان

III مختصر جوابات لکھیے:

(1) ملانصیرالدین کا لقب کیا تھا اور وہ کس چیز کے لئے مشہور تھا۔

(2) آفندی کس چیز کی بوائی کررہا تھا؟

(3) بادشاہ نے آفندی کو کیا مشورہ دیا؟

(4) آفندی نے محل سے کتنا سونا لایا اور کتنا لوٹایا؟

(5) بادشاہ نے اپنے افسروں کو کیا حکم دیا؟

(6) آفندی کے کس جواب پر بادشاہ کو غصہ آیا؟

IV تفصیلی جوابات لکھیے:

(1) ''سونے کی کھیتی '' اس کہانی کا مرکزی خیال واضح کیجیے۔

(2) ''سونے کی کہانی'' کا خلاصہ اپنے الفاظ میں لکھیے۔

درج ذیل الفاظ کو جملوں میں استعمال کیجیے۔ مثال : لازمی : کمپیوٹر کا استعمال آج کل زندگی کا لازمی حصہ بن چکا ہے۔

دست یاب : ....

صاف ستھرا : ....

عمدہ : ....

آلودہ : ....

امکانات : ....

آمدورفت : ....

ساخت : ....

زرخیز : ....

اکائی 2

قواعد

اسم عام کی قسمیں

سیکھنے کے مقاصد

- ❖ قواعد کے ذریعہ تقریر و تحریر میں مہارت حاصل کرنا۔
- ❖ اسم عام کی بقیہ قسموں کے متعلق طلبہ و طالبات کو روشناس کرانا

اعادہ : پچھلے اسباق میں آپ نے اسم عام کی دو قسمیں اسمِ زمان اور اسمِ مکان کے متعلق تفصیل سے جان لیا۔
اب آیئے ہم اس کی قسموں کے متعلق معلومات حاصل کریں گے۔

کفگیر تلوار قینچی چمچہ چاقو

اوپر مثالیں دی گئی ہیں ان پر غور کرنے سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ یہ نام کسی لوہے، اسٹیل، المونیم جیسی دھاتوں سے بنائے گئے اوزار کے ہیں یا یہ چیزیں ہتھیار کے طور پر کام آتی ہیں۔ ان کو ''اسم آلہ'' کہتے ہیں۔

اسم آلہ کی تعریف : اسم آلہ وہ اسم ہے جو لفظ کے اعتبار سے واحد ہوں، لیکن معنی کے اعتبار سے جمع ہوں۔

اب آیئے اسمِ عام کی آخری قسم کے متعلق معلومات حاصل کریں گے۔

ٹن ٹن میاؤں میاؤں کائیں کائیں غٹرغوں غٹرغوں ٹیں ٹیں چھک چھک۔

یہ تمام الفاظ جاندار یا بے جان چیزں کی آواز کہلاتے ہیں۔

'' ٹن ٹن '' یہ گھنٹی کی آواز ہے۔ ''میاؤں میاؤں'' بلی کی آواز ہے۔ اور '' چھک چھک '' ٹرین کی آواز کو کہتے ہیں۔

اس کو اردو گرامر میں اسم صوت کہتے ہیں۔ صوت عربی لفظ ہے جس کے معنی آواز کے ہیں۔

اس طرح آپ دوسروں مثالوں پر قیاس کیجئے۔

اسم صوت : وہ اسم ہے جو کسی جاندار یا بے جان چیزوں کی آواز کو ظاہر کرے۔

سوالات برائے مشق :

(1) اسم عام کی کتنی قسمیں ہیں مثالوں کے ذریعہ خاکہ کھینچئے۔

(2) ٹولی۔ جماعت۔ قطار۔شور یہ مثالیں اسم عام کی کس قسم سے ہیں؟ بتائیے

(3) اسم جمع کی تعریف کیجئے اور مثالیں دیجئے؟

(4) اسم آلہ کسے کہتے ہیں مثال سے سمجھائیے؟

(5) درج ذیل الفاظ میں سے اسم عام کی قسمیں الگ کیجئے:

میاؤں میاؤں	کائیں کائیں	غٹرغوں غٹرغوں	جماعت	فوج
محفل	کفگیر	چاقو	قینچی	تلوار

لسانی سرگرمی:

تصویر کو تحریری شکل میں پیش کرنا۔

نیچے ایک تصویر دی گئی ہے۔ اس سے متعلق چند جملے اپنے الفاظ میں لکھیے۔

....

....

....

....

....

اکائی 3
حصّہ نظم

تعلیمِ نسواں

اکبرالہ آبادی

شاعر کا تعارف

سید اکبر حسین اکبرؔ 10 / نومبر 1846ء کو بہ مقام الہ آباد پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد اپنی ذاتی دلچسپی سے انگریزی سے بھی اچھی واقفیت حاصل کرلی۔ شروع میں چھوٹی سی ملازمتیں کیں۔ پھر عدالت سے وابستہ ہوئے اور وکالت کا امتحان پاس کرلیا اور سشن جج کے عہدے تک ترقی کی۔ ہائی کورٹ کی ججی کا موقع بھی ہاتھ آیا لیکن طبیعت کی ناسازی کی وجہ سے پہلے ہی ریٹائر ہوگئے۔۔ ان کا انتقال 9 / ستمبر 1921ء کو الہ آباد میں ہوا۔ اکبرؔ کو زبان پر بڑی قدرت حاصل تھی۔ آپ نے اپنے اشعار میں طنز اور مزاح کے پہلو کو بھی برقرار رکھا ہے۔ ابتداء میں روایتی انداز کی شاعری کی۔ لیکن آپ کے فنی اور جمالیاتی نقطۂ نظر کی غزلیں بہت اہم ہیں۔ ''کلیاتِ اکبرؔ'' آپ کا مشہور مجموعہ ہے۔

تعلیم عورتوں کو بھی دینی ضرور ہے — لڑکی جو بے پڑھی ہو تو وہ بے شعور ہے
حسنِ معاشرت میں سراسر فتور ہے — اور اس میں والدین کا بے شک قصور ہے
ان پر فرض ہے کہ کریں کوئی بندوبست — چھوڑیں نہ لڑکیوں کو جہالت میں شاد و مست
مذہب کے جو اصول ہوں اس کو بتائے جائیں — باقاعدہ طریق پرستش سکھائے جائیں
اوہام جو غلط ہوں وہ دل سے مٹائے جائیں — سکّے خدا کے نام کے دل میں بٹھائے جائیں
گھر کا حساب سیکھ لے خود آپ جوڑنا — اچھا نہیں ہے غیر پہ یہ کام چھوڑنا
سب سے زیادہ فکر ہے صحت کی لازمی — صحت نہیں درست تو بے کار ہے زندگی
مشرق کی چال ڈھال کا معمول اور ہے — مغرب کے ناز و رقص کا اسکول اور ہے
دنیا میں لذتیں ہیں، نمائش ہے، شان ہے — ان کی طلب میں حرص میں سارا جہان ہے

اکبرؔ سے سنو کہ جو اس کا بیان ہے
دنیا کی زندگی فقط اک امتحان ہے

حاصلِ کلام

شاعر اکبرالہ آبادی اس نظم '' تعلیم نسواں '' میں لڑکیوں کی تعلیم و تربیت کے تعلق سے بہترین نکات پیش کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ عورتوں کی تعلیم بے حد ضروری ہے۔ اگر طبقۂ نسواں کو تعلیم سے محروم رکھا گیا تو معاشرت کے لئے بڑے نقص کی بات ہوگی اولاد کی تعلیم و تربیت خصوصاً لڑکیوں کی، والدین کی اہم ذمہ داری ہے۔

لڑکیوں کی تعلیم میں دینی تعلیم کو مقدم رکھنا چاہیئے۔ عبادت کے طور طریق سکھانے چاہیئے۔ امور خانہ داری میں انہیں ماہر بنانا ضروری ہے۔ جیسے گھر کے اخراجات کا حساب، سلیقہ مندی وغیرہ کی باتیں۔

تعلیم کے ساتھ ساتھ صحت کی حفاظت و نگہداشت نہایت ضروری ہے۔ اس کے علاوہ لڑکیوں کو مغربی تہذیب سے دور رکھنا چاہیئے انہیں مشرقی روایات و اصول کا پابند بنانا چاہیئے۔ حیا عورت کا اصل زیور ہے اس کا لحاظ ہر موقع پر ضروری ہے۔ آخری بات شاعر نے یہ کہی ہے کہ دنیا دارالامتحان ہے۔ عیش و آرام کی جگہ نہیں ہے۔ دنیا کی لذتوں میں پڑ کر آخرت کو فراموش نہیں کرنا چاہیئے۔

I الفاظ کے معانی اور اشارے

نسواں	:	عورتیں	بے شعور	:	بے حسی
فتور	:	خرابی۔ نقص	پرستش	:	عبادت
اوہام	:	بے بنیاد خیالات۔ توہم پرستی	رقص	:	ناچ
نمائش	:	دکھاوا	قصور	:	خطا۔ لغزش۔ غلطی
			حرص	:	ہوس

II اضداد لکھ کر یاد کیجئے:

عورت	×	مرد	بے شعور	×	باشعور
مشرق	×	مغرب	نیکی	×	بدی
صحیح	×	غلط	باقاعدہ	×	بے قاعدہ

III ذیل کے الفاظ کی جمع لکھ کر یاد کیجئے

عورت	+	عورتیں	لڑکی	+	لڑکیاں
فرض	+	فرائض	نیکی	+	نیکیاں
مذہب	+	مذاہب	وہم	+	اوہام

IV مصرعے مکمل کیجئے:

(1) مشرق کی چال ڈھال ....
.... کا اسکول اور ہے

(2) دنیامیں لذتیں ہیں، ....
ان کی طلب میں حرص میں ....

(3) اکبر سے سنو کہ ....
.... فقط اک امتحان ہے

V جوڑ لگائیے:

تعلیم عورتوں کو بھی دینی ضرور ہے	—	چھوڑیں نہ لڑکیوں کو جہالت میں شاد و مست
حسنِ معاشرت میں سراسر فتور ہے	—	لڑکی جو بے پڑھی ہو تو وہ بے شعور ہے
ان پر فرض ہے کہ کریں کوئی بندوبست	—	اور اس میں والدین کا بے شک قصور ہے

VI درجِ ذیل سوالات کے مختصر جوابات لکھئے

(1) جولڑکی نہ پڑھے اس کی حالت کیا ہوتی ہے؟
(2) لڑکیوں کے تعلیم سے محروم رہنے میں کس کا قصور ہے؟
(3) تعلیم کے ساتھ کس بات کی زیادہ ضرورت ہے؟
(4) لڑکیوں کی تعلیم میں کن باتوں کا لحاظ ضروری ہے؟
(5) تعلیم و تربیت کے بعد کس بات کی زیادہ فکر کرنے کی ضرورت ہے؟
(6) مشرقی و مغربی تہذیب کا فرق بتائیے؟
(7) دنیا کی زندگی کا مقصد بیان کیجئے؟

انمول باتیں

- محنت اتنی خاموشی سے کرو کہ تمہاری کامیابی شور مچادے۔
- درخت جتنا اونچا ہوگا، اس کا سایہ اتنا ہی کم ہوگا، اس لئے اونچا بننے کی بجائے بڑا بننے کی کوشش کرو۔
- تم اپنے کردار کو اتنا بلند کرو کہ دوسرے لوگ دیکھ کر کہیں اگر امت ایسی ہے تو نبی کیسے ہوں گے۔
- انسان میں بے شمار عیب ہیں لیکن ایک خوبی سب پر پردہ ڈالتی ہے، اور وہ ہے ''زبان پر قابو''۔

اکائی 2
حصّۂ نثر

آنکھوں کی حفاظت اور اس کی نگہداشت

کے۔عبدالرحیم، پرنام بٹ

سیکھنے کے مقاصد

- طلبہ وطالبات کو آنکھوں کی نگہداشت سے واقف کرانا۔
- آنکھوں کے فوائد سے طلبہ کو اجاگر کرانا۔
- اللہ کی نعمتوں کی قدردانی کرانا۔
- آنکھوں کی بینائی کیلئے حیاتین یا خوراک کی اہمیت کو واضح کرانا۔

انسان کو عطا کی گئی نعمتوں میں سے بہت اہم نعمت آنکھیں ہیں۔ اندھیرے اور روشنی کا علم ہمیں آنکھ ہی سے ہوتا ہے۔ آنکھیں نہ ہوں تو دنیا تاریک ہے اور زندگی بے مزہ۔ نہ کائنات کے حسین مناظر کا نظارہ کیا جاسکتا ہے اور نہ ہی زندگی کے حسن کا لطف اُٹھایا جاسکتا ہے۔ آنکھیں حسنِ انسانی کے جانچنے کا معیار بھی ہیں۔ اس کہاوت میں کوئی شک نہیں کہ آنکھیں خوبصورتی کا آئینہ ہوتی ہیں۔

آنکھ ہمارے چہرہ کا سب سے متاثر کن عضو ہے اور نہایت ہی نازک حصہ ہے۔ آدمی کتنا ہی گورا، چٹا اور کیسی ہی اچھی شکل وصورت کا ہو، مگر اس کی آنکھوں میں کوئی نقص پیدا ہو جائے تو وہ حسین نہیں سمجھا جاتا۔ یہ آنکھیں ہی ہیں جو ہماری خوب صورتی کو بڑھانے میں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔ اس لئے آنکھوں کی دیکھ بھال اور اس کی حفاظت کرنا اور انہیں مختلف بیماریوں سے بچانا مرد اور خواتین، بچوں بڑوں اور خصوصاً طلبہ اور طالبات کے لئے نہایت ضروری ہے۔

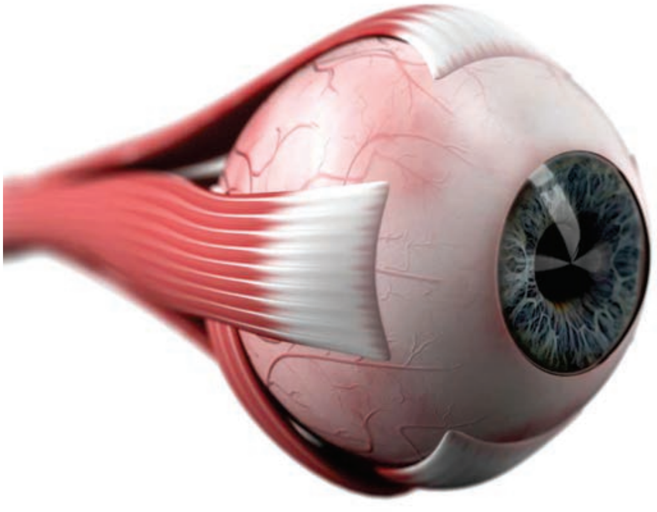

جو کچھ ہم پڑھتے، لکھتے اور سیکھتے ہیں، آنکھوں ہی کی بدولت ہے۔ یہی نہیں، صبح سے شام تک ہمارا ہر کام آنکھوں ہی کی مدد سے انجام پاتا ہے۔ اکثر یہ دیکھا گیا ہے کہ لوگ آنکھوں کی طرف سے غفلت برتتے ہیں اور ان کی حفاظت کا خیال نہیں رکھتے جس کی وجہ سے ان کی بینائی کمزور ہو جاتی ہے اور آخر کار وہ اس نعمت سے محروم ہو جاتے ہیں۔

عام طور پر چھوٹے بچے آنکھوں کی بیماریوں کا شکار ہوتے ہیں۔ اس کا سب سے بڑا سبب یہ ہے کہ وہ اپنے گھر یا اسکول اور مدرسہ میں کم روشنی میں پڑھتے ہیں یا تیز دھوپ میں مطالعہ کرتے ہیں۔ اور یہ دونوں باتیں بینائی کو نقصان پہنچاتی ہیں۔ کتاب